

مِنْ

خَارِجَةِ سَكُونِي



# خمار بارہ بیکوئی

ناشر

حسکامی سے بکے ڈپو مچھلی کمان، حیدرآباد (الے پی)

## جمل حقوق محفوظ ہیں

پہلی بار : دو ہزار

سناشاعت : سال ۱۹۸۱ء

سرورق : محمد جعف سر آرٹ  
 مطبع : گولڈن پرنس، گولی گوڑہ، حیدرآباد  
 کتابت : محمد ولی الدین مولوی فاضل، رمنٹ پورہ، حیدرآباد  
 جمیں مو موڑہ، رمنٹ پورہ

قیمت : اکٹھارہ روپے

ناشر  
 حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد (اے پی)

# فہرستِ خَزَلیات

۵۳	✓ وہ بد نصیب ہیں جنہیں غم ناگوارہ ہے
۵۵	✗ یہی تنکے ابھی بریم نظام گھستاں کریں
۵۶	✓ ہوش زاروں کو غم عاشق قبول نہیں
۵۸	✗ اندری رات تھی گوچاند بھی تھا اور تارے بھی
۶۰	✓ دل سے تپاں نہ آنکھی پر نم ہے ان دونوں
۶۲	✗ کسی گم شدہ کی تلاش میں میری ساری عمر گزگئی
۶۳	✗ علم و فن کے دیوانے عاشقی سے ڈرتے ہیں
۶۵	✗ غم جاناں کو غم جانے ہوئے ہیں
۶۷	✗ بہاریں یوں سمٹ آئی تھیں تک زمانی
۶۸	✗ وہ جو آئے حیات یاد آئی
۶۹	✗ رازیہ افشا ہوا ایک زمانہ کے بعد
۷۱	✗ طے ہیں احتیاطاً ان سے ہم بیگانہ وار اکثر
۷۲	✗ تیر غم نے جو دل پہ مارے ہیں
۷۳	✗ وہ کون ہیں جو غم کامزہ جانتے نہیں
۷۵	✗ واقف نہیں تم اپنی نگاہوں کے اثر سے
۷۷	✗ غم کے مارے جو منکراۓ ہیں
۷۹	✗ ہزار رنج سرآنکھوں پہ بات ہی کیا ہے
۸۰	✗ ایسے موت ایخیں بھلاے زمانے گزر گئے
۸۱	✗ سعی بے سود ہوئی جاتی ہے
۸۲	✗ رخصت اے جان تمنا آگیا وقت فراق
۸۴	✗ جانے والے آ، نہیں تاب پیمانی مجھے
۸۵	✗ محبت بھی کیا شے ہے اللہ جانے
۸۷	✗ دور ہی کے غم کچھ اور سوا ہو کے رہ گئے
۸۹	✗ جب سے اس بے وفا سے ان بن بے
۹۰	✗ عشق خدا کی دین گے عشق سے منذہ موڑیے
۹۲	✗ مٹ گئیں بے قراریاں زندگی کامزاگیا
۹۴	✗ ہوش زده تاداں سے ڈر

۹	✓ مجھ کو شکتِ دل کا مزہ یاد آگیا
۱۱	✓ بننے والے اب اک کام کریں
۱۲	✓ وہ سوا یاد آئے بھلانے کے بعد
۱۳	✓ بھر کی شب ہے اجلا بے
۱۶	✗ اس دور کے انسان وفا بھول گئے ہیں
۱۸	✗ درد بے کیف غم بے مزہ ہو گیا
۲۰	✗ جھنچھلاے ہیں لجاۓ ہیں پھر سکرائے ہیں
۲۲	✗ سلاسکونِ مستقل سے دل جو گھرایا تو کیا ہو گا
۲۳	✗ موجودوں سے نہ طوفانوں سے اللہ بچائے
۲۵	✗ وہ جو ملت آنکھوں کو مل کر رہ گئے
۲۷	✗ مجھ کو یہ جان دل قبول نغمہ کو نغمہ ہی سمجھے
۲۹	✗ منظور شکتِ دل مجھ کو اپنا یہی اک عنخوار ہی
۳۱	✗ بادہ چھلکارے ہیں جام کے ہم
۳۳	✗ کبھی جو میں نے سرت کا اہتمام کیا
۳۵	✗ سجدوں کی رسماں کہنہ کو ہوش گنو کے بھول جا
۳۷	✗ شکستِ دل تو نہیں ہوں میں شکست پا ہوں میں
۳۸	✗ دل و نگاہ پہ روشن لب دہن سے دور
۳۹	✗ ٹوٹ کر جب تک حوادث آشنا ہوتا نہیں
۴۱	✗ غم دنیا نے ہمیں جب کبھی ناشاد کیا
۴۳	✗ مرے حال پر وہ ترس کھارے ہیں میں
۴۴	✗ بغور سُننے لگے سب میری کہانی کو
۴۵	✗ نہیں ہوتا مدعاے غم پہاں نہیں ہوتا
۴۷	✗ راز اپنے عشق کا بیدار دنیا پا گئی
۴۸	✗ حال غم ان کو سُنناتے جائے
۴۹	✗ ضبط کو نذر آہ کر ڈالا
۵۰	✗ مجھ گیا دل حیات باقی ہے
۵۲	✗ جام و سبو لئے ہوئے مینا لئے ہوئے

- ۱۳۸ ✓ گز را شباب دل کو لگانے کے دن گئے  
 ۱۳۹ ✓ دن گئے شباب کی زندگی بدل گئی  
 ۱۴۰ ✗ ہر چوتھا بھری جاتی ہے ہر زخم ہر ابوجاتا ہے  
 ۱۴۲ ✗ صبر کرو زندگی چند دنوں کی بات ہے  
 ۱۴۳ ✗ غمِ دنیا بہت ایذار سال ہے  
 ۱۴۵ ✗ وعدہ یار پر نہیں آئی  
 ۱۴۷ ✗ وہ نظر جو باعث تسلیمِ جہاں ہوتی ہے  
 ۱۴۸ ✗ دلکشی چین فزوں جشن بہارِ جاوداں  
 ۱۵۰ ✗ آنکھوں کے چراغوں میں اجائے نہ رہیں گے  
 ۱۵۲ ✗ مٹا جاتا ہوں میں دنیا کو عبرت ہوتی جاتی ہے  
 ۱۵۳ ✗ جبینِ عشق میں آسرا دینے والے  
 ۱۵۵ ✗ اک شعلہ سا گرا شیشے سے پیمانے میں  
 ۱۵۶ ✗ مجھ کو ہونا تھا پریشاں، میں پریشاں ہو گیا  
 ۱۵۷ ✗ ہجر کی رُت غلگینِ فضائیں، اُف ری  
 ۱۵۹ ✗ بیتے دنوں کی یاد بھلاے نہیں ہیں  
 ۱۶۰ ✗ روحِ بھی مسرورِ دل تھاشادماں کل رات کو  
 ۱۶۲ ✗ اب اتنی رہ درسم ہے زندگی ہے  
 ۱۶۳ ✗ کیا جانے کون منزل راحتِ نظر میں ہے  
 ۱۶۴ ✗ رازِ سب اپنے عشق کے بزم پر  
 ۱۶۵ ✗ ہم اسخیں وہ چھیں بھولا بیٹھے  
 ۱۶۷ ✗ ایسا نہیں ہے کہ ان سے مجبت نہیں رہی



- ۹۶ ✗ جب وہ پشمیان نظر آئے ہیں  
 ۹۸ ✗ آسودگی سے عشقِ جواں کو بچانے  
 ۱۰۰ ✗ اے بننے والوں سے مرایک سوال ہے  
 ۱۰۲ ✗ الہی ترکِ محبت نہ راس آئے مجھے  
 ۱۰۳ ✗ قصدِ فریاد نہیں اے دل ناشاد نہیں  
 ۱۰۵ ✗ وقت نے انگڑائی لی ہے آج کل  
 ۱۰۷ ✗ وہ جا چکے ہیں وقت کی گردش تمام ہے  
 ۱۰۹ ✗ نگاہِ ناز بھی دل پر گران معلوم ہوتی ہے  
 ۱۱۱ ✗ شوقِ خوابیدہ کو چونکا ناپڑا  
 ۱۱۳ ✗ سیلِ حادث سے نہ گھرا یہے  
 ۱۱۴ ✗ آنسو ہمارے خاک میں ہم کو ملا گئے  
 ۱۱۶ ✗ درے غم سے جو غم اٹھانے سے پہلے  
 ۱۱۸ ✗ بے قراری گئی قرار گیا  
 ۱۱۹ ✗ دل بے برائے نام اب دل میں شکفتگی نہیں  
 ۱۲۱ ✗ میری طرح تنگ آکے وہی زہر کھانے والے  
 ۱۲۲ ✗ ضبط کی آب و تاب سے عشق کو جگہ کارے جا  
 ۱۲۳ ✗ لطفِ دوزخ بھی لطفِ جنت بھی  
 ۱۲۴ ✗ دنیا کے ڈر سے عشق چھپا ناگناہ ہے  
 ۱۲۶ ✗ غمِ نہیں کو بھلا کیا مگر بھلانہ سکے  
 ۱۲۸ ✗ وہ ہمیں جس قدر آزماتے رہے  
 ۱۲۹ ✗ آج ہم ناگہانی خوشی سے ملے  
 ۱۳۱ ✗ داعظ خفا ہیں سن کے مری میکشی کی بات  
 ۱۳۳ ✗ جو منکریں عشق بہت شادماں رہے  
 ۱۳۴ ✗ کہیں شعر و نغمہ بن کے کہیں آنسو دنیں ٹھیک  
 ۱۳۵ ✗ دل اگر سرکشی سے باز آئے

# رفیقہ حیاتِ اختر جہاں بیگم

کے نام

جنھوں نے رفاقت کا حق اس طرح  
ادا کیا کہ مجھے کہنا پڑا ۔

یہ وفا کی سخت را، میں یہ تمہارے پائے نازک  
نہ لو انتقام مجھ سے مرے ساتھ ساتھ چل کے

## اپنی بات

جس وقت میں نے شعر کہنا شروع کیا اس وقت ادب کی مملکت پر کلاسیکی غزل کا راج تھا، حالانکہ دو تین برس قبل ترقی پسند تحریک کا بڑے زور شور سے آغاز ہو چکا تھا اور غزل کی مخالفت بڑی شدت سے کی جانے لگی تھی لیکن اس وقت کلاسیکی غزل کے عظیم محافظ (شعراء اور نقاد) یقیدِ حیات تھے جن کے باعث غزل کا جادو بہر چڑھ کے بول رہا تھا۔ وقت گزرتا گیا، غَزل کے محافظین ایک ایک کر کے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور غزل پر بہت بُرا وقت آگیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ترقی پسند تحریک کا زور بھی گھٹ گیا اور غزل کے مخالفین خود غزلیں بھی کہنے لگے۔

میں نے جملہ اضاف سخن کا تجزیہ کرنے کے بعد اپنے محسوسات واردات کے اظہار کے لئے کلاسیکی غزل ہی کو سب سے زیادہ موزوں اور مناسب پایا۔ چنانچہ غزل کے خدمت گزاروں میں شامل ہو گیا۔ وقت نے کئی کرویں بد لیں مگر میں نے غزل کا دامن ہنیں چھوڑا۔

ترقی پسند تحریک کے بعد جدیدیت کا شور بلند ہوا۔ جدیدیت کے ساتھ ہی جدید غزل سامنے آئی۔ جدید غزل کے کئی بہت اچھے کہنے والے اُبھرے ہیں، میری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ جدید غزل کا مستقبل بے حد روشن ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ میں خود کلاسیکی غزل کا ہی دل دادہ ہوں۔ وقت بدلتا رہے گا، قدریں بدلتی رہیں گی۔ غزل میں اور بھی نئے نئے تجربات کئے جائیں گے (خدا کرے وہ تجربے کامیاب ہوں) لیکن میرا اپنا عقیدہ ہے کہ جب تک انسان ہنسنا اور رونا جانتا ہے اس وقت تک کلاسیکی غزل بھی زندہ رہے گی۔

آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ میں نے غزل کے حسن و جمال میں کوئی اضافہ تو نہیں کیا مگر اس پر آشوب دور میں اس کے خدوخال کی آب و تاب کم نہیں ہونے دی۔

خمار بارہ بینکوی



مجھ کو شکست دل کا مزا یاد آگیا  
تم کیوں آداس ہو گئے کیا یاد آگیا

کہنے کو زندگی تھی بہت مختصر مگر  
کچھ یوں بر ہوئی کہ خُدا یاد آگیا

واعظِ سلام لے کہ حسپلا میکدے کو میں  
فردو سسِ گم شدہ کا پتا یاد آگیا

بر سے بغیر ہی جو گھٹا گھر کے کھل گئی  
اک بے وفا کا عہدِ وفا یاد آگیا

یوں چونک اُٹھے وہ سن کے مرا شکوہ فراق  
جیسے انھیں بھی کوئی گلا یاد آگیا

مانگیں گے اب دعا کہ اُسے بھول جائیں ہم  
لیکن جو وہ بوقتِ دعا یاد آگیا

حیرت ہے تم کو دیکھ کے مسجد میں اسے خمار  
کیا بات ہو گئی جو خدا یاد آگیا



ہنسنے والے اب ایک کام کریں  
جشن گریہ کا اہتمام کریں

ہم بھی کر لیں جو روشنی گھر میں  
پھر اندر صیکر کہاں قیام کریں

مجھ کو محرومی نظر کارہ قبول  
آپ جلوئے نہ اپنے عسام کریں

اک گزارش ہے حضرتِ ناصح  
آپ اب اور کوئی کام کریں

آپلیں اس کے درپہ اب اے دل  
زندگی کا سفر تمام کریں

ہاتھ ہٹتا نہیں ہے دل سے خمار  
ہم انھیں کس طرح سلام کریں



وہ سوایا د آئے بھلانے کے بعد  
زندگی بڑھ گئی زہر کھانے کے بعد

دل سُلگتا رہا آشیانے کے بعد  
آگ ٹھٹڈی ہوئی اک زمانے کے بعد

روشنی کے لئے گھر جلانا پڑا  
الیسی ظلمت بڑھی تیرے جانے کے بعد

جب نہ کچھ بن پڑا عرضِ غم کا جواب  
وہ خفکا ہو گئے مُسکرانے کے بعد

دشمنوں سے پیشیمان ہونا پڑا  
دوستوں کا خلوص آزمانے کے بعد

رنج حد سے گزر کے خوشی بن گیا  
ہو گئے پارہم ڈوب جانے کے بعد

بخش دے یار بے اہل ہوس کو بہشت  
مجھ کو کیا چاہئے بجھ کو پانے کے بعد

کیسے کیسے گلے یاد آئے خمار  
آن کے آنے سے قبل آن کے جانے کے بعد



ہبھر کی شب ہے اور اجالا ہے  
کیا تصور بھی لٹٹنے والا ہے

غم سم تو ہے عینِ زندگی لیکن  
غمگساروں نے مار ڈالا ہے

عشق محبورو نامرد ہی  
پھر بھی ظالم کا بول بالا ہے

دیکھ کر برق کی پریشانی  
آشیاں خود ہی پھونک ڈالا ہے

کتنے اشکوں کو کتنی آہوں کو  
اک تبرسم میں اس نے ڈھالا ہے

تیری بالوں کو میں نے اے واعظ  
احتراماً ہنسی میں طالا ہے

موت آئے تو دن پھری شاید  
زندگی نے تو مار ڈالا ہے

شعر، نغمہ، شگفتگی، مستی  
غم کا جو روپ ہے نہیں ہے

لغزشیں مُسکراتی ہیں کیا کیا  
ہوش نے جب مجھے سنبھالا ہے

دم اندر یکریں گھٹ رہا ہے خمار  
اور چاروں طرف اُجala ہے



اس دور کے انسان وفا بھول گئے ہیں  
بے چارے فرشتے ہیں خطا بھول گئے ہیں

اب میری محنت کو نہیں اس کی بھی پردا  
وہ یاد مجھے کرتے ہیں، یا بھول گئے ہیں

منزل مرا مقصد ہے یا دُوریِ منزل  
یہ بات مرے رامنما بھول گئے ہیں

مدت ہوئی میں غم سے بھی محروم ہوں یا رب  
کیا حادثے بھی میرا پتہ بھول گئے ہیں

ہم بھول گئے ان کو خوشی بھی ہے یہ لیکن  
یہ رنج بھی ہے واقعی کیا بھول گئے ہیں

آزار سے ہی عشق مگر ہائے رے لذت  
وہ درد ملا ہے کہ دوا بھول گئے ہیں

کس منہ سے شکایت کریں ہم تلخی غسم کی  
کیا زہرِ مسترست کامزا بھول گئے ہیں

کہنا ہے خمارِ ان سے بہت کچھ میں لیکن  
کیا جانے کیا یاد ہے کیا بھول گئے ہیں



درد بے کیف غم بے مزا ہو گیا  
ہونہ ہو کوئی مجھ سے خفا ہو گیا

بعد ترکِ تعلق یہ کیا ہو گیا  
ربط پہلے سے بھی کچھ سوا ہو گیا

التفات مسلسل بلا ہو گیا  
خود میں گھبرا کے اُن سے خفا ہو گیا

غم نے اس طرح گن گن کے بد لے لئے  
مسکرانا بھی اک حادثہ ہو گیا

دل کو ترکِ محبت پہ کیا کیا ہے ناز  
لیکن ان کا اگر سامنا ہو گیا

زندگی کا یہ عالم ہے تیرے بغیر  
شاخ سے پھول گویا جُدا ہو گیا

اور بھی عشق کی حبان پر بن گئی  
حُن جب بُستلائے وفا ہو گیا

دل کچھ اس طرح دھڑکاتری یاد میں  
میں یہ سمجھ کا ترا سامنا ہو گیا

عشق میں جان بھی دے دی میں نے خمار  
آج حق زندگی کا ادا ہو گیا



جھنچھلائے ہیں، لجائے ہیں، پھر مُسکرانے ہیں  
کس اہتمام سے انھیں ہم یاد آئے ہیں

دیر و حرم کے جس کدوں کے ستائے ہیں  
ہم آج یکدے کی ہوا کھانے آئے ہیں

اب جا کے آہ کرنے کے آداب آئے ہیں  
دنیا سمجھ رہی ہے کہ ہم مُسکرانے ہیں

گزرے ہیں میکدے سے جو توہہ کے بعد ہم  
کچھ دور عادتاً بھی قدم ڈگمگائے ہیں

اے جو شس گریہ دیکھ نہ کرنا خبیل مجھے  
آنکھیں مری صرور ہیں، آنسو پرائے ہیں

اے موت! اے بہشتِ سکون آخوش آمدید  
ہم زندگی میں پہلے پہل مُسکرائے ہیں

جتنی بھی میکد میں ہے ساقی پلاوے آج  
ہم تشنہ کام زہد کے صحراء سے آئے ہیں

انسان جیتے جی کریں تو بہ خطاؤں سے  
محبوبیوں نے کتنے فرشتے بنائے ہیں

سمحاتے قبلِ عشق تو ممکن بھتا بنتی بات  
ناصع غریب اب ہمیں سمجھانے آئے ہیں

کبے میں خیریت تو ہے سب حضرتِ خمار  
یہ دیر ہے جناب یہاں کیسے آئے ہیں

○ \*

سُکونِ مستقل سے دل جو گھبرا یا تو کیا ہو گا  
فریبِ ترکِ الْفَت بھی نہ راس آیا تو کیا ہو گا

محبتِ انتظارِ دائمی کا نام ہے اے دل  
کوئی آیا تو کیا ہو گا نہیں آیا تو کیا ہو گا

یہ کیا محسوس نہ ہے نہ آنسو ہیں نہ آہیں ہیں  
سنپھل اے عشق اگر غم نے بھی ٹھکرایا تو کیا ہو گا

نہ کر ناز اے دلِ ناداں ابھی ترکِ محبت پر  
نصیبِ دشمناں کوئی جو یاد آیا تو کیا ہو گا

غزلِ بعدِ جسٹ گرائکِ کشتی بے ناخدا سی ہے  
اگر طوفان کوئی اے خمار آیا تو کیا ہو گا  
اے جگ مراد آبادی مرحوم

○ ✕

موجوں سے نہ طوفانوں سے اللہ بچائے  
کشتی کے نگہبانوں سے اللہ بچائے

وہ ناصح مشفق ہوں کہ ہوں واعظِ مخلص  
بہکے ہوئے انسانوں سے اللہ بچائے

میخانے کے باہر کے مناظر اورے توبہ  
آباد بسیاریا بانوں سے اللہ بچائے

یاد آئیں تو اڑ جائیں کہی راتوں کی نیندیں  
بُجھو لے ہوئے افسانوں سے اللہ بچائے

آغازِ محبتِ دلِ موصوم مبارک  
لیکن تجھے ارمانوں سے اللہ بچائے

تاریخ کے اوراق پہ لکھا ہے ہم سے  
انسانوں کو انسانوں سے اللہ بچائے

غم جان بھی لے لے تو گوارا ہمیں لیکن  
غمخواروں کے احسانوں سے اللہ بچائے

یہ زہد کی تبلیغِ خمار اور یہ رندی  
تم جیسے مسلمانوں سے اللہ بچائے

○ X

وہ جو مست آنکھوں کو مل کر رہ گئے  
کیسے کیسے دور حِپَل کر رہ گئے

آہ جن اشکوں کو پی جانا پڑا  
اُف جو دریا رُخ بدل کر رہ گئے

لغز شیں بے کیف سجدے بے مزا  
دل جو بدلا سب بدل کر رہ گئے

آبھی جا اب اے مرے ماہِ تمام  
دن بھی اب راتوں میں ڈھلن کر رہ گئے

غم کے ہو آشیانے کا مرے  
چار تین کے ہی توجیل کر رہ گئے

ہم تو بہ کے عشق میں ناصح مگر  
ہائے رے وہ جو سن بھل کر رہ گئے

وقت کے ہاتھوں ہزاروں کارروان  
منزہ لیں اپنی بدل کر رہ گئے

شمع حبِل اٹھی تو پروانے جلے  
پیشتر ہی کیوں نہ جل کر رہ گئے

مُسکرانے کے ارادے اَے خمار  
بارہا اشکوں میں ڈھل کر رہ گئے

○ ✕

مجھ کو بجان و دل قبول نہیں کو نظر کے ہی سمجھ  
ساز پہ تیتی ہے کیا، یہ بھی کبھی کبھی سمجھ

عشق ہے تشنگی کا نام، توڑ دے گر ملے بھی جام  
شدت تشنگی نہ دیکھ، لذت تشنگی سمجھ

عقل کے کار و بار میں دل کو بھی رکھ شریک کار  
دل کے معاملات میں عقل کو اچنہ بھی سمجھ

حسن کی مہر بانیاں عشق کے حق میں زہر ہیں  
حسن کے اجتناب تک عشق کی زندگی سمجھ

عشق ہے وحدت تمام ترک ہے عشق میں حرام  
اپنی خوشی خوشی نہ جان، اس کی خوشی خوشی سمجھو

غنجہ دگل کے ساتھ ساتھ دل کی طرف بھی اک نظر  
شیفتہ شکفتگی، وجہ شکفتگی سمجھو

ترک تعلقات بھی عین تعلقات ہے  
آگ بھی ہونی نہ جان، آگ دبی ہونی سمجھو

ایسے بھی راز ہیں خمار ہوتے نہیں جو آشکار  
اپنی ہی مشکلیں نہ دیکھ، ان کی بھی لے لبی سمجھو



منظور شکستِ دل مجھ کو اپنا یہی اک غم خوار ہی  
بے کیفی خلوت کچھ تو ہٹے، نغمہ نہ ہی جھنگار ہی

نسبت تو چمن سے رکھتے ہیں ارباب چمن پر بار ہی  
پھولوں کو مبارک رعنائی، ہم خار اگر ہیں خار ہی

آئی ہیں بہاریں زندگی تک کس دن یہ لہو کام آئے گا  
دیوانو بہ یادِ صحن حسپمن تزین در و دیوار ہی

ٹوٹے ہوئے دل کو پرواکیا، ناشادر ہے یا شادر ہے  
ڈوبی ہوئی کشتی کو غم کیا، ساحل نہ سہی منجدھار ہی

دیکھا نہیں جاسکتا جلوہ، ایسا تو نہیں لیکن اے دل  
تو ہین جمال یار نہ ہوا پنی ہی نظر کے کار ہی

تم جیسے ہی بندوں کے دم سے دوزخ ہے یہ پر واقع دُنیا  
میخانہ سلامت اے واعظِ جنت کے تم ہیں حقدار ہی

کاٹئے جو بچھائے یہ دنیا گھبرا نہ خمار آبلہ پا  
تسلیغِ محبت کرتا جا، ماحول وفا بیزار ہی



بادہ پھلکا رہے ہیں جام سے ہم  
صح پر منس رہے ہیں شام سے ہم

مُسکرانا کے عزیز نہیں  
ڈرتے ہیں غم کے انتقام سے ہم

اپنے بھی نقشِ پا جہاں دیکھے  
ہو کے گزرے نہ اُس مقام سے ہم

ایسے ایسے ملے ہیں اہلِ کرم  
کا پنتے ہیں کرم کے نام سے ہم

ہانے رے سَردِ مہریِ ساقی  
پی کے بھی اُٹھئے تشنہ کام سے ہم

بُشیشہ دل شکستہ، آنکھیں نم  
جی رہے ہیں کس اہتمام سے ہم

شب پڑی ہے گزارنے کو خمار  
اور گھبرا رہے ہیں شام سے ہم

○ ✕

کبھی جو میں نے مسٹر کا اہتمام کیا  
بڑے تپاک سے غم نے مجھے سلام کیا

ہزار ترک تعلق کا اہتمام کیا  
مگر جہاں وہ ملے دل نے اپنا کام کیا

زمانے والوں کے ڈر سے اٹھانہ ہاتھ مگر  
نظر سے اُس نے بصد معذرت سلام کیا

کبھی ہنسے کبھی آہیں بھریں کبھی روئے  
بقد مرتبہ ہر عنسم کا احتمام کیا

ہمارے حصے کی خے کام آئے پیاسوں کے  
زراہِ خسیر گناہِ شکستِ جام کیا

طلوعِ مہر سے بھی گھر کی تیرگی نہ گھٹی  
اک اور شب کٹی یا میں نے دن تمام کیا

دُعَایہ ہے نہ ہوں گمراہ ہمسفر میرے  
خمار میں نے تو اپنا سفر تمام کیا



مسجدوں کی رسم کہنہ کو ہوش گنو کے بھول جا  
سنگ درِ جیب پر سر کو جھکا کے بھول جا

عشق کو برقرار رکھ، دل کو لگا کے بھول جا  
اُس سے بھی مطمئن نہ ہو اُس کو بھی پا کے بھول جا

دل سے تڑپ حمدانہ کر ساز کو بے صداناہ کر  
درد جو ہو فغاں طلب، ہونٹ ہلا کے بھول جا

مرضی دوست میں تجھے خسل دہی روا نہیں  
دل ہو جو مائلِ دعے ہاتھ اٹھا کے بھول جا

درد اُٹھ کرے، چوٹ لگے لگا کرے  
پچھ بھی ہو تو بنامِ دوست نہ کے ہنسنا کے بھول جا

اُس کے ستم کی داستان آنے نہ پائے تا زبان  
دل ہو اگر بہت تپاں خود کو سنا کے بھول جا

جام بہ دست دمے بہ جام یوں ہی گزار جس عشاء  
زیست کی تلخی مدام پی کے پلا کے بھول جا

منے نیلِ عشق سے گزر بے خود و مست و بے خبر  
چوٹ لگے تو اُف نہ کر، دل کو دبا کے بھول جا

گزرے ہوئے زمانے کو یاد نہ کر کبھی خمار  
اور جو یاد آہی جائے اشک بہا کے بھول جا

O

شکستہ دل تو نہیں ہوں شکستہ پا ہوں میں  
بڑے غرور سے منزہ کو دیکھتا ہوں میں

مرے نشاط کی ڈنیا اجڑنے والے  
تکام شب بجھے پہلو میں ڈھونڈتا ہوں میں

حریم ناز کی رفت ارے معاذ اللہ  
دعا الرز کے پکاری کہ نارسا ہوں میں

کبھی ہوا جو انھیں میرے درد کا احساس  
مرا نصیب پکارا کہ دیکھتا ہوں میں

اجل خمار مرا آ کے کیا بگاڑے گی  
کہ موت آنے سے پہلے ہی مر جپا ہوں میں

دل و نگاہ پہ روشن لب و دہن سے دُور  
رموزِ حُسْن و محبت ہیں علم و فن سے دُور

محبے قبول دو عالم کی ظلمتیں یارِ رب  
اُحباباً ہونہ کبھی اُن کی انجمنیں سے دُور

غلط کہ رنگ نہ لایا لہوش شہیدوں کا  
بہر کار آئی تو لیکن مرے پیمن سے دُور

خوشی سے حبشین چراغاں منائیے لیکن  
اندھیرا کیجئے پہلے تو اپنے مَن سے دُور

مُسلوکِ اہلِ وطن کی نہ پوچھئے رُوداد  
وطن میں رہ کے بھی رہنا پڑا وطن سے دور

فُکار کہ لُٹ لیا اُن کو راہ بُنے خمار  
وہ راہ رُو جو رہ ہے دستِ راہزن سے دُور

○ ۸

لُوٹ کر جب تک حوادث آشنا ہوتا نہیں  
 اور کچھ بھی ہو تو ہو دل آسیں ہوتا نہیں

زندگی کی تلخیوں کو زہر سمجھوں یا شراب  
 آکہ بجھ بن مجھ سے اس کا فیصلہ ہوتا نہیں

جب محبت فتح پالیتی ہے تب آتا ہے ہوش  
 جب محبت وارکرتی ہے پتہ ہوتا نہیں

حسن کی محبوبیوں کا بجھ کو ناصح کیا پتہ  
 وہ بھی غرسم ہیں جن پہ غم کا شانہ ہوتا نہیں

آہ وہ آنسو جو آنکھوں ہی میں ہو جاتے ہیں گم  
ہائے وہ مطلب جو لفظوں میں ادا ہوتا نہیں

عشق کا حُسن نظر بھی ہے برابر کا شرکیک  
حُسن تنہ کا دل فریب و دل رُبا ہوتا نہیں

کیسے کیسے محشرِ خاموش ہوتے ہیں بپا  
جب بطن کا ہر دو دلوں میں رابطہ ہوتا نہیں

ہست کے رسم عام ہے دستورِ نوکونی خمار  
جان دینے سے وفا کا حق ادا ہوتا نہیں

## ○ \*

غم دُنیا نے ہمیں جب کبھی ناشاد کیا  
اے غم دوست تجھے ہم نے بہت یاد کیا

حسین معصوم کو آمادہ بیٹا د کیا  
مجھ کو خود مسیری تمباو نے برپا د کیا

اشک بہہ بہہ کے مرے خاک پہ جب گرنے لگے  
میں نے تجھ کو ترے دامن کو بہت یاد کیا

قید رکھا ہمیں صیاد نے کہہ کہہ کے یہی  
ابھی آزاد کیا، بس ابھی آزاد نکیا

پھر گئیں نظر وہ میں آنسو بھری آنکھیں اُن کی  
جب کبھی غم نے مجھے مائل فریاد کیا

ہائے وہ دل مجھے اُس دل پہ ترس آتا ہے  
تو نے برباد کیا جس کونہ آباد کیا

آہ وہ خاطرِ نازک نہ ہو مغموم کہیں  
ہچکیاں کہتی ہیں آج اس نے مجھے یاد کیا

تجھ کو برباد تو ہونا تھا بہر حال خمار  
نازکر نازکہ اُس نے تجھے برباد کیا



مرے حال پر وہ ترس کھا رہے ہیں  
جبکہ یہ محبت پر بل آ رہے ہیں

لبول پر تبسم نگاہوں میں مستی  
اداؤں کے جھرمٹ میں وہ آ رہے ہیں

نظرِ مل گئی ہے جو میری نظر سے  
پینے پیسنے ہوئے جا رہے ہیں

وہ لب ہائے نازک پہ بارِ تکلم  
وہ گویا کھڑے رنگ برسا رہے ہیں

خمار اپنے مرنے کا غم ہے تو اتنا  
کہ اک بے وفا سے چھٹے جا رہے ہیں

بغور سُننے لگے سب مری کہانی کو  
نظر لگے نہ کسی کی تری جوانی کو

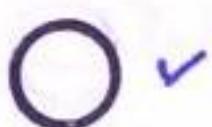
سبب نہ پوچھ مرے گریہ مسلسل کا  
بہت قریب سے دیکھا تھا شادمانی کو

کریں وہ شکوہ بے جا تو شکر کیجئے ادا  
یہ پیار ہے جو بڑھاتا ہے بدگمانی کو

ڈبو دیا تھیں اشکوں کے بزر و مدنے مجھے  
تمام عمر جو ترستا کئے روانی کو

بُرا وہ عیش جو لاے عذاب بے خبری  
بھُلا وہ رنج جو چونکاۓ زندگانی کو

خمار زہرہ و شوں کی یہ دین ہے ورنہ  
ادائیں کب یہ میسر تھیں زندگانی کو



نہیں ہوتا مُداوائے غم پنہ کال نہیں ہوتا  
بے ظکا ہر نہیں لیا جاتا ہے دل خندال نہیں ہوتا

پریشانی میں نہیں دینا جسے آسان نہیں ہوتا  
وہ کم ہمت سَزاوارِ غم جاننا نہیں ہوتا

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر  
کنارے سے کبھی اندازہ طوفان نہیں ہوتا

حافظت چاہئے دل کی، حفاظت چھوڑ گلشن کی  
اُجر جاتا ہے دل گلشن کبھی ویراں نہیں ہوتا

محبت نے مجھے پہنچا دیا ہے اس بلندی پر  
کہ اب اُن سے بھی میرے درد کا درماں نہیں ہوتا

بسیجی کچھ ہو رہا ہے اس ترقی کے زمانے میں  
مگر یہ کیا غصبہ ہے آدمی انسان نہیں ہوتا

نشیمن کیا چمن سے ربط ہونا چاہئے دل کو  
نشیمن کے اُبڑنے سے چمن ویران نہیں ہوتا

طوا فِ کعبہ برحق، بندگی واجب، مگر زاہد  
بغیرِ مَ پرستی آدمی انسان نہیں ہوتا

محبت میں یہ کیا اندر ھیرہ ہے تو بے ارے توبہ  
کہ ہم ہنستے چلے جاتے ہیں غم پنهان نہیں ہوتا

فرّاقِ یار میں مرنا خمار آسان ہوتا ہے  
فرقِ یار میں جینا خمار آسان نہیں ہوتا

رازِ اپنے عشق کا بسید ردِ دُنیا پا گئی  
الفارق اے حضرتِ دل آپ کی موت آگئی

کیف دبے کیفی نشاط و غم سکون و اضطراب  
جو گھٹا دل سے اُٹھی سارے جہاں پر چھا گئی

اے خوشادہ چل دیئے دُنیا سے جو مردانہ وار  
ہائے وہ جن کو بقیہ زندگی موت آگئی

آج ناصح نے کہیں کا بھی نہ رکھا تھا ہمیں  
وہ تو یہ کہئے کہ تیری یاد آڑے آگئی

جب کبھی ہم نے کیا ترکِ محبت کا خیال  
اشک بھی آنکھوں میں بھر آئے ہنسی بھی آگئی

میں نے سب کچھ کھو دیا اُن سے جُدا ہو کر خمار  
اور دُنیا اتنی خوش ہے جیسے سب کچھ پا گئی



حالِ غَسَمْ ان کو سُناتے جائیے  
شرطیہ ہے مُسکراتے جائیے

آپ کو جاتے نہ دیکھ کے جائے گا  
شمع کو پہکلے بجھاتے جائیے

سُشکریہ لطفِ مُسلسل کا مگر  
گاہے گاہے دل دُکھاتے جائیے

دُشمنوں سے پیار ہوتا جائے گا  
دوستوں کو آزماتے جائیے

روشنی محدود ہو جن کی خُمار  
ان حَپَراغوں کو بجھاتے جائیے



ضبط کو نذر آہ کر ڈالا  
بے بسی میں گناہ کر ڈالا

میں تو اُس کا ہی تھامٹا کے مجھے  
اُس نے خود کو تباہ کر ڈالا

اے نوش اشو خیاں تصور کی  
اُن کو حبُر زد بگناہ کر ڈالا

حرصِ بخشش نے تیری اے زاہد  
بندگی کو گناہ کر ڈالا

شانِ رحمت بھی لُٹ لُٹ گئی  
جب سنبھل کر گناہ کر ڈالا

حُن کو عشق کی نظر کے نے خمار  
اور بھی بے پتاہ کر ڈالا



بُجھ گئی دل، حیات باقی ہے  
چھپ گیا حپاندرا ت باقی ہے

حالِ دل اُن سے کہ کے چکے سوبار  
اب بھی کہنے کی بات باقی ہے

اے خوش ختمِ اجتناب مگر  
محشرِ التفات باقی ہے

عشق میں ہم سمجھ چکے سب سے  
ایک ظالم حیات باقی ہے

نا صحسانِ کرام کے دم سے  
شورشیں کائنات باقی ہے

رات باقی تھی جب وہ بچھڑے تھے  
کٹ گئی عمر رات باقی ہے

رحمتِ بے پناہ کے صدقے  
اعتمادِ نجات باقی ہے

نہ وہ دل ہے نہ وہ شبابِ خمار  
کس لئے اب حیات باقی ہے

○ ✓

جام دسوچار ہوئے میں اتنے ہوئے  
بیٹھ کا ہوں اپنے خضر و میحانے ہوئے

تاریک ہوتی جا رہی ہے مخفیل نشاط  
یہ کون جا رہا ہے اجala لئے ہوئے

دیکھ کا بصد ملاں جو سکتی نے اُسے خمار  
ہم پھٹ پڑے پیالے پہ تو بہ لئے ہوئے



✓

وہ بدنصیب ہیں جنھیں غم ناگوار ہے  
غم تو دلیلِ رحمت پروردگار ہے

غنجے ہیں، گل ہیں، سبزہ ہے ابر بہار ہے  
سب جمع ہو چکے ہیں، ترا انتظار ہے

آگے جب یعنی شوق بجھے اختیار ہے  
یہ دیر ہے، یہ کعبہ ہے، یہ کوئے یار ہے

الفاظ میں نہ ڈھونڈھ مری بے قراریاں  
اے بے خبر زبان نہیں، دل بے قرار ہے

تاڑہ ہیں جن کے دل وہ مطیع خسزاں نہیں  
ہم جس طرف نگاہ اٹھادیں بہار ہے

اے دوست آجھی جاکہ میں تصدیق کر سکوں  
سب کہہ رہے ہیں آج فض بنا خوشگوار ہے

یہ بھی بجبا کہ دل کو ہے مایوسیِ تمام  
یہ بھی غلط نہیں کہ ترا انتظار ہے

ننگ پمن تھا میرا شیمن سومبٹ گیا  
اب واقعی بہار مکمل بہار ہے

اے محشب عذابِ جہنم بجا مگر  
اک چیز اور رحمت پروردگار ہے

صبر و شکرِ عشق کی اب خیر ہو خمار  
اب وہ بھی ساتھ ساتھ مرے بے قرار ہے



یہی تنسکے ابھی برم نظرِ مُلْتَماں کر لیں  
مُرتب ہم اگر ان کو بے شکل آشیاں کر لیں

محبت کا کسی کی دے کے جاں بھی امتحان کر لیں  
وفا کے نام پر اک اور سی رائیگاں کر لیں

غینمہت ہو گئے بنتے ہی بجبلی گر پڑی ورنہ  
ارادہ تھا بہر کار گل کو جذب آشیاں کر لیں

محبت میں کسی سے دور ہو جانا بس ایسا ہے  
کہ جیسے نزع کی جاں کا ہیوں کو جاؤ داں کر لیں

وہ رُت بدلت زمانے کی وہ سوراً ٹھا بہار آئی  
خمار اب آؤ دو آہیں بے یادِ آشیاں کر لیں

## ○ ۷

ہو سے زدؤں کو غسل عاشقی قبول نہیں  
عجیب لوگ ہیں جن کو خوشی قبول نہیں

ہنسے گی اور مرے اُجرٹے گھر پہ یہ دنیا  
بُجھا دو شمعیں مجھے روشنی قبول نہیں

صلارِ حِ ترکِ محبت بجبا، مگر ناصح  
خطا معاف مجھے خود کُشی قبول نہیں

نہ پوچھ کشمکش جبر و احتیاراے دوست  
میں جی رہا ہوں مگر زندگی قبول نہیں

ہنسو گے جب تو سمجھ لو گے خود ہی نادانو  
میں کیا بتاؤں مجھے کیوں تنسی قبول نہیں

جو اپنے آپ ہی بن جائے قیدِ بے زنجیر  
چمن سے اتنی بھی وابستگی قبول نہیں

کرم وہ مجھ پہ کئے میرے دوستوں نے خمار  
میں کہہ اٹھ کہ مجھے دوستی قبول نہیں



اندھیری رات تھی گو چاند بھی تھا اور تارے بھی  
مری آنکھوں نے دیکھے ہیں خمار ایسے نثارے بھی

کوئی عیش و مسرت کے طلب گاروں سے کہہ دیتا  
کہ گزرے تھے انھیں راہوں سے پہلے غم کے مارے بھی

محبت سے الگ رہنا ہی بہت حضرتِ ناصح  
مگر اکثر سفینے ڈوب جاتے ہیں کنارے بھی

دل و جان تجھ پہ صدائی میرے آنسو پوچھنے والے  
مگر آنکھوں کو پھونکے دے رہے ہیں کچھ شرارے بھی

سمجھے میں کاش اربابِ محبت کی یہ آجائے  
کہ دل کے ٹوٹتے ہی ٹوٹ جاتے ہیں سہارے بھی

وہ کیوں جانیں بھلا جن کے لئے فردوس ہے دُنیا  
کہ اس فردوس میں آبادیں کچھ غم کے مارے بھی

آئے اوجانے والے لوٹ کر رونق مرے گھر کی  
لئے جا کاش اپنے ساتھ یہ سونے نظارے بھی

خمارا ب یہ زمانہ شوق سے ہم پر ہنسے، لیکن  
محبت کو خدا بخشے کبھی تھے دن ہمارے بھی

## ○ ۷

دل ہے تپاں نہ آنکھ ہی پُر نم ہے ان دنوں  
رعنا فی حیات بہت کم ہے ان دنوں

افسردہ خاطری کا یہ عالم ہے ان دنوں  
ہنسا بھی ایک حادثہ غم ہے ان دنوں

یادش بخیر تھا کبھی ہم دو شیں آفتاب  
وہ دل جو ایک قطرہ شبنم ہے ان دنوں

کچھ ہم بھی کائنات سے برہم ہیں آج کل  
کچھ ہم سے کائنات بھی برہم ہے ان دنوں

تاروں میں روشنی ہے نہ پھولوں میں رنگ و بو  
ڈوبی ہوئی سی نبضِ دوعَالم ہے ان دنوں

وہ کب بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا!  
یکساں مزاجِ شعلہ و شبنم ہے ان دنوں

راتیں وہی ہیں دن بھی وہی ہیں مگر خمار!  
دل وہ نہیں تو اور ہی عالم ہے ان دنوں

کسی گم شدہ کی تلاش میں مری ساری عمر گزرنی  
مگراتفاق تو دیکھئے کہ نہ اپنے دل پر نظر گئی

سر رہ گزر جو ملا کوئی نہ لیا سلام نہ بات کی  
وہ تھی مصلحت نہ تھی برمی مرے دل پر بھر بھی گزر گئی

مری الجھنوں پہ نہ غور کر مجھے چھوڑ دے مرے حال پر  
تری زلف تو نہیں زندگی جو بگڑ کے اور سورگی

وہ نفس نفس نے حادثے وہ قدم قدم نے مر جلے  
وہ جو بھیر سی مرے ساتھ تھی درمیکدہ پہ ٹھہر گئی

میں یہ عمر بھرنہ سمجھ سکا مجھے زندگی ملی یا سزا  
مگر اب کرے کوئی کیا گله، جو گزر گئی سو گزر گئی

وہ بشر خمار ہے کون سا نہیں جس کو ذوق گناہ کا  
نہ کہے زبان سے کوئی تو کیا مری بات دل میں اُتر گئی

○ \*

علم و فن کے دیوانے عاشقی سے ڈرتے ہیں  
زندگی کے خواہاں ہیں زندگی سے ڈرتے ہیں

یوں تو ہم زمانے میں کب کسی سے ڈرتے ہیں  
آدمی کے مارے ہیں آدمی سے ڈرتے ہیں

جل کے آشیاں اپنا خاک ہو چکا کب کا  
آج تک یہ عالم ہے روشنی سے ڈرتے ہیں

لے لے زندگی یار ب اور کچھ سرا دیدے  
جی لئے بہت اب ہم زندگی سے ڈرتے ہیں

جب نہ ہوش تھا ہم کو شمنی سے ڈرتے تھے  
اب بوجوش آیا ہے دستی سے ڈرتے ہیں

رہنے دے اخیں ناصح تو یوں ہی انڈھیرے میں  
کچھ تو ہے بجودیوانے آگھی سے ڈرتے ہیں

پھول بھی جو ہنتے ہیں دل دھڑکنے لگتا ہے  
یا ہنسی پہ مرتے تھے، یا مفسی سے ڈرتے ہیں

جو ملے زمانے کو رنج وہ سر آنکھوں پر  
جو ملے ہمیں تہ کا اس خوشی سے ڈرتے ہیں

توبہ اور بجائی میں اُے خمار کیا کہتا  
لوگ آپ جیسے ہی مُتقی سے ڈرتے ہیں



غم جاناں کو غسم جانے ہوئے ہیں  
خرد والے بھی دیوانے ہوئے ہیں

ادھر آ، آئے خوشی اے مخبر غم  
تجھے ہم خوب پہچانے ہوئے ہیں

بہت خوش ہیں مری گستاخوں پر  
بظکا ہر جو بُرا مانے ہوئے ہیں

خدا سمجھانے والوں سے بچائے  
ہم اب سچ پچھے ہی دیوانے ہوئے ہیں

میں ناواقف نہیں دیر و حرم سے  
یہ دیرانے مرے چھانے ہوئے ہیں

کھڑے ہیں مسکدے کے درپہ زاہد  
نہ جانے دل میں کیا سٹھانے ہوئے ہیں

خمار اس دور میں ذکرِ محبت  
یقیناً آپ دیوانے ہوئے ہیں



بہاریں یوں سہمت آئی تھیں کل زمانے کی  
 کہ برق آئی زیارت کو آشیانے کی  
 بحث کتی پھر ہی ہی آندھیاں زمانے کی  
 بتادے راہ کوئی میرے آشیانے کی  
 پکے کچھے ہوتے تسلیک بھی پھونک دے صیاد  
 ہنسی اڑاتے ہیں سب میرے آشیانے کی

شروع دور اسیری ارے معاذ اللہ  
 بنی ہوئی تھی دو ہن شاخ آشیانے کی

کہاں ہے برق مرے گلشنِ تصویر میں  
 بعینہ وہی سج دھج ہے آشیانے کی

خمار میری ضرورت سہی زمانے کو  
 مجھے تو کوئی ضرورت نہیں زمانے کو

وہ جو آئے حیات یاد آئی  
بھولی بسری سی بات یاد آئی

حال دل ان سے کہہ کے جب تو ٹے  
ان سے کہنے کی بات یاد آئی

آن پنے دن بن دیا تھا جسے  
زندگی بھر وہ رات یاد آئی

تیرے در سے اُٹھے ہی تھے کہ ہمیں  
تنگی کا نات یاد آئی

جب پڑا قاسطہ مستر سے  
غم کی ایک ایک بات یاد آئی

کیا جوانی گئی جناب خمار  
کیے توبہ کی بات یاد آئی

○ ✕

راز یہ افشا ہوا ایک زمانے کے بعد  
وہ بھی ترڑپتے رہے مجھ کو ستانے کے بعد

کچھ نہ بنائے بنی روٹھ کے آنے کے بعد  
پھر وہیں جانا پڑا ٹھوکریں کھانے کے بعد

بُجھ گئی آنکھوں کی پیاس مٹ گئیں رعنایاں  
حسن فنا ہو گیا سامنے آنے کے بعد

آفتِ جاں بن گئیں شد تیں احساس کی  
ہم نہ کہیں کے رہے ہوش میں آنے کے بعد

بن گئیں گھر یا صدی لمبے برس بن گئے  
وقت مٹھر سا گیا آپ کے جانے کے بعد

طولِ فراق الحذر گھرے تھے نقش اس قدر  
مددوں سے رہے ہم انھیں پانے کے بعد

اور سوا ہو گیا صدمہ مرگِ محباً  
آنکھ بھر آئی خمارِ جام اٹھانے کے بعد

ملے ہیں احتیا طا ان سے ہم بیگانہ دار اکثر  
ادا کرنا پڑتا ہے یہ بھی فرض ناگوار اکثر

خطائیں کرتے کرتے تو بہ کر لی ہے خمار اکثر  
تڑپ کر رہ گئی ہے رحمت پروردگار اکثر

وہ یوں آئے ہیں میرے سامنے بلے اختیار اکثر  
مجھے کرنا پڑتا ہے آپ اپنا انتظار اکثر

بڑی مشکل سے دل مالیوس ہوتا ہے مجتہد میں  
کیا ہے میں نے اک پیماں شکن کا اعتبار اکثر

جو کا نٹ بن کے کھٹکے ہیں دلوں میں اہل گلشن کے  
بڑھایا ہے انھیں کاٹھوں نے گلشن کا وقار اکثر

زمانہ ہو گیا ترکِ محبت کو مگر اب تک  
محبت کام اپنا کرہی جاتی ہے خمار اکثر

O x

تیرم نے جو دل پا مارے ہیں  
زندگی کے بڑے سہارے ہیں

ہم نے لوٹے ہیں زندگی کے مزے  
یعنی رو رو کے دن گزارے ہیں

جام و ساغر کہاں، وہ آنکھ کہاں  
چند یوں ہی سے استعارے ہیں

دوست ہوتے جو وہ تو کیا ہوتا  
دشمنی پر جب اتنے پیارے ہیں

اُن کی جانب بھی اک نظر ناصح  
جو ترے مشوروں کے مارے ہیں

اے غمِ دوست تیری عمر دراز  
ہم نے جنت میں دن گزارے ہیں

خیر سے ہم تو ڈوبتے ہیں خُمار  
ہائے وہ جو ابھی کنارے ہیں



اب ان حدود میں لا یا ہے انتظار مجھے  
وہ آبھی جائیں تو آئے نہ اعتبار مجھے

وہ کون ہیں جو غرّم کا مزہ جانتے نہیں  
بس دوسرے کے درد کو پہچانتے نہیں

اس جب بِرِ مصلحت سے تو رُسوائیاں بھلی  
جیسے کہ ہم انھیں وہ ہمیں جانتے نہیں

کم بخخت آنکھ اٹھی نہ کبھی ان کے روپرو  
ہم ان کو جانتے تو ہیں پھر پانے نہیں

واعظ خُدوص ہے ترے اندازِ فکر میں  
ہم تیری گفتگو کا بُرا مانے نہیں

حد سے بڑھے تو علم بھی ہے جبکہ دوستو  
سب کچھ جو جانتے ہیں وہ کچھ جانتے نہیں

رہتے ہیں عافیت سے وہی لوگ اے خمار  
جوز زندگی میں دل کا کہکشا مانتے نہیں



واقف نہیں تم اپنی نگاہوں کے اثر سے  
اس راز کو پوچھو کسی برباد نظر سے

اک اشک نکل آیا ہے یوں دیدہ تر سے  
جس طرح جنازہ کوئی نکلے بھرے گھر سے

رگ رگ میں عوضِ خون کے فے دور ہی ہے  
وہ دیکھ رہے ہیں مجھے مخور نظر سے

اس طرح بسر ہوتے ہیں دن رات ہمارے  
اک تازہ بلا آفی جو اک ٹل گئی سر سے

صحرا کو بہت ناز ہے دیرانی پہ اپنی  
واقف نہیں تاید مرے اُجڑے ہونے گھر سے

مل جائیں ابد سے مرے اللدیہ لمحے!  
وہ دیکھ رہے ہیں مجھے ماؤں نظر سے

جائیں تو کہاں جائیں کھڑے سوچ رہے ہیں  
اُٹھنے کو خمار اُٹھ تو گئے ہم کسی در سے

O \*

غم کے مارے جو مُسکرائے ہیں  
آنسوؤں کو پستینے آئے ہیں

کیا بلا ہے خوشی خدا جانے  
ہم تو بس نام سُنتے آئے ہیں

مہربانی، خلوص، ہمدردی  
ہم نے کیا کیا فریب کھائے ہیں

تیرے جانے کے بعد مدت تک  
روئے ہیں ہم نہ مُسکرائے ہیں

ایک گستاخی تبسم پر  
عمر بھرنے کے ناز اٹھائے ہیں

ہانے رے اُن کی یاد کا عالم  
میں یہ سمجھا کہ خود وہ آئے ہیں

فاصلے اور بڑھ گئے ہیں خمار  
جب کبھی وہ قریب آئے ہیں

## O.

ہزار رنج سے آنکھوں پہ بات ہی کیا ہے  
تری خوشی کے تصدق مری خوشی کیا ہے

خُدا بچائے تری مُست مُست آنکھوں سے  
فرشته ہو تو بہک جائے آدمی کیا ہے

گزار دوں ترے غم میں جو عمرِ خضر ملے  
ترے نہ شاریہ دو دن کی زندگی کیا ہے

بھری بہک کہاں اور قفس کہاں صَیاد  
سمجھ میں آج یہ آیا کہ بے بسی کیا ہے

وہ اور ہیں جو طلب گارِ خلد ہیں واعظ  
نگاہِ یارِ لامت مجھے کمی کیا ہے

کھڑے ہوئے ہیں وہ کبے نظر جھکائے ہوئے  
نہمار ہوش میں آؤ یہ بے خودی کیا ہے



اے موت انھیں بھلائے زمانے گزر گئے  
آجا، کہ زہر کھائے زمانے گزر گئے

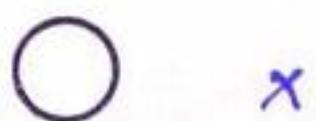
جان بہ کار پھوٹ نہیں آدمی ہوں میں  
آج بکہ مسکراۓ زمانے گزر گئے

کیا لا لیق سستم بھی نہیں اب میں دوستو  
پتھر کر بھی گھر میں آئے زمانے گزر گئے

او جانے والے، آ، کہ ترے انتظار میں  
رستے کو گھر بنائے زمانے گزر گئے

غم ہے نہ اب خوشی ہے نہ آمید ہے نہ یاس  
سب سے نجات پائے زمانے گزر گئے

کیا کیا توقعات تھیں آہوں سے اے خمار  
یہ تیر بھی چلاۓ زمانے گزر گئے



سمی بے سود ہوئی جاتی ہے  
راہ مسدود ہوئی جاتی ہے

ایک ہنگامہ ہے بالائے فلک  
خاک موجود ہوئی جاتی ہے

بجھ کو پا کر مری دُنیا کے خیال  
مشتہ موجود ہوئی جاتی ہے

کعبہ دل میں کسی کی صورت  
میری معبد ہوئی جاتی ہے

وُسعتِ شوق خمار ان کے حضور  
کتنی محبد و ہوئی جاتی ہے



### "مسلسل"

رخصت اے جانِ تمستا آگیا وقتِ فراق  
تیرے بدے ساتھ تیرا غم لئے حبّاتا ہوں میں

اک نیا عالم بسانا ہے مجھے تیرے بغیر  
تجھ سے مل کر اک نیا عالم لئے حبّاتا ہوں میں

زندگی کی راہ کو ہموار کرنے کے لئے  
گیسوں کا تیرے پیچ دخم لئے حبّاتا ہوں میں

تیرے غم سے پا کے نسبت قدر و قیمت بڑھ کئی  
دل کبھی تھا اب تو جامِ جنم لئے حبّاتا ہوں میں

ڈمگاتا، لڑکھاتا، ٹھوکریں کھاتا ہوا  
ساتھ اپنے لغزشیں پیغم لئے جاتا ہوں میں

زندگی اب نام کی ہے، دل کہیں نظریں کہیں  
ہائے کیا شیرازہ برہم لئے جاتا ہوں میں

ماورائے وصل و حبرال ہے جو اے جانِ خمارَ  
ایک ایسا شہزادہ محکم لئے جاتا ہوں میں



ہو گئیں سہل مشکلیں، اُن سے نگاہِ مل گئی  
اے غم زندگی سلام، مجھ کو پناہِ مل گئی

جانے والے ۲، نہیں تا پیش کیا نی مجھے  
چھپڑتی رہتی ہے میرے گھر کی ویرانی مجھے

عشق نے بخششی ہے یہ کسی پریشانی مجھے  
اب نہ مشکل راست آتی ہے نہ آسانی مجھے

میں نے جب دیکھا ہے ارباب طب کو غور سے  
خشک آنکھوں میں نظر آئی ہے طغیانی مجھے

عشق کا اور بے قدر ای کا پڑانا ساتھ ہے  
تم نہ گھبراو نہیں کوئی پریشانی مجھے

میرے مالک زندگی میں کیا ہنسا جاتا بھی ہے  
کوئی ہستا ہے اگر ہوتی ہے حسیرانی مجھے

اس زمیں میں شعر پڑ مجبوراً کہے میں نے خمار  
ہورہی ہے روح غالب سے پیش کیا نی مجھے



محبت بھی کیا شئے ہے اللہ جانے  
ہیں جتنی زبانیں، ہیں اُتنے فنانے

پلا دی یہ ساقی نے کیا شئے نہ جانے  
پلٹ آئے ہیں میرے گزرے زمانے

ہمارے زمانے، تمہارے زمانے  
بوبل جائیں دونوں تو کیا ہونہ جانے

شروعِ محبت ارے تو بہ تو بہ  
قیامت گزر جائے کوئی نہ جانے

وہ اشکوں کی یو ش وہ آہوں کی شورش  
وہ ضبطِ محبت کے نازک زمانے

محبت کی ویرانیوں میں نہ کاں ہیں  
محبت کی آبادیوں کے خزانے

محبت ہے کیا چیزِ مجھ سے نہ پوچھو  
میں پوچھوں گا تم سے جو چاہا خدا نے

وہی ہے خمار جنوںی وہی ہے!  
جو اپنی کرے اور کسی کی نہ مانے



دُوری کے غریب کچھ اور سوا ہو کے رہ گئے  
ہم ان سے کیا ملے کہ جُدا ہو کے رہ گئے

ہم ان سے اور وہ ہم سے جُدا ہو کے رہ گئے  
احبابِ محسوس کر خُدا ہو کے رہ گئے

کھونے ہوئے تھے دیر سے وہ میری یاد میں  
مجھ پر نظر پڑی تو خفا ہو کے رہ گئے

پھر دوستوں کو میں نے پتے مشق دے دیئے  
جو تیر مجھ تک آ کے خطا ہو کے رہ گئے

مجبوڑ ہو کے مانگی تھی لطف و کرم کی بھیک  
لطف و کرم بھی جور و جفا ہو کے رہ گئے

اب کیا رہا ترے لئے اے عشق نا مراد  
اب وہ بھی مُبْتَلائے دفا ہو کے رہ گئے

اللَّهُ أَسْمَىٰ نَعْلَمْنَاهُ تَوْكِيدُهُ دِيْكَهُ لَوْ خَمَارٌ  
تم کیا سخھے اور عشق میں کیا ہو کے رہ گئے



۶

جب سے اُس بے وفا سے آن بن ہے  
زندگی زندگی کی دشمن ہے

آن سے کچھ کہنے ہی نہیں دیتی  
یہ جو اک چیز دل کی دھڑکن ہے

ضبط گریہ ارنے معاذ اللہ  
جیسے رُگ رُگ میں سگ روشن ہے

کس کے جلنے کا تونے ذکر کی  
وہ تو ہم کدم مرانشیم ہے

کس سے تو شکوئے کر رہا ہے خمار  
یہ تو ناداں ترا ہی دامن ہے



عشقِ خُدا کی دین ہے عشق سے مُمنہ نہ موڑنے  
چھوڑنے یے زندگی کا ساتھ، دل کا نہ ساتھ چھوڑنے

اپنے کہاں کے غریب کیا اب یہ بنوں چھوڑنے  
درد کہیں ہو درد ہے، درد سے رشتہ بھوڑنے

مجھ کو یہ سوچتا پڑے آپ مرے ہیں یا نہیں  
خوفِ جہاں بجا مگر ایسے تو مُمنہ نہ موڑنے

سجدے کا حق جو ہو ادا ایک ہی سجدہ دے مَزا  
ویسے خوشی ہے آپ کی سر شب و روز چھوڑنے

سایہِ التفات میں عشق کی آنکھ لگ نہ جائے  
ہو کے خف کبھی کبھی دل کو مرے جھینجھوڑئے

میں ہوں بُرا مجھے قبول، پھر بھی جنابِ محتسب  
میرے معاملات کو میرے خُدا پر چھوڑئے

عشق ہے کہت نا جان فرا بعْد میں ہو گا فیصلہ  
پہلے تو حضرتِ خمارِ دامن تر نچوڑئے

## O x

مٹ گئیں بے قراریاں زندگی کا مزا گیا  
ہائے وہ بد نصیب دل جس کو قرار آ گیا

عالم جب رواختیار دیکھ لیا حضور یار  
بات بھی کر سکے نہ ہم چپ بھی نہیں رہا گیا

کر گئے پریشِ مزاج، وہ بھی خوشانصیب آج  
غم پہ خُدا کی چمتوں اُن کو بھی پیار آ گیا

اُن سے نگاہ ملتے ہی زندگی یونہجھ کر اُٹھی  
غُضکِ گمشدہ کوئی جیسے کہ ہاتھ آ گیا

رہ گئی حسرتِ کلام، بات نہ ہو سکی تمام  
ناصِحِ مہرے رہا سلام پھر کوئی یاد آگئی

اُف یہ عرقِ عرق جبیں، آہ یہ خشک خشک لب  
بس بس اب اضطرابِ دوست مجھ کو قرار آگیا

مل گئی جب نگاہِ یار، پوچھنہ وہ سماں خمار  
پھول سے جیسے کھل گئے ابر سا جیسے چھا گیا

بالتہ بہلی پڑی پڑی کا بدر پیان پیان پیان  
مُقْرَبٌ مُقْرَبٌ پیان پیان پیان

## O \*

ہوش زدہ نادان سے ڈر  
بات سمجھ انسان سے ڈر

ترکِ محبت بھی ہے فریب  
ٹھہر کر ہوئے طوفان سے ڈر

راہِ حُبُّنؤں ہے راہِ نجات  
کفر سے بھاگ ایمان سے ڈر

دُوری و قربت کچھ بھی نہیں  
عشق میں اطمینان سے ڈر

موت بھی اتنی تلخ نہیں  
دوستوں کے احسان سے ڈر

ایک تبیسم کم نہ سمجھ  
آنسوؤں کے طوفان سے ڈر

ہونٹ نہیں دل روئے خمار  
عشق کی جھوٹی شان سے ڈر

O خ

جب وہ پشیمان نظر آئے ہیں  
موت کے سامان نظر آئے ہیں

ہونہ ہو اب آگئی منزہ قریب  
راستے سُنان نظر آئے ہیں

عشق میں سمجھے ہوئے دوآشنا  
مذتوں انخیان نظر آئے ہیں

کھانے سکے زندگی بھر جو فریب  
ایسے بھی نادان نظر آئے ہیں

عشق میں کچھ ہم ہی پریشان نہیں  
وہ بھی پریشان نظر آئے ہیں

ہوش جب آیا ترے جانے کے بعد  
گھر میں بیابان نظر آئے ہیں

کی ہے بوفکر اپنے گریبان کی  
لاکھ گریبان نظر آئے ہیں

اُٹھے ہیں ساحل سے جو بے اختیار  
ایسے بھی طوفان نظر آئے ہیں

عشق ہے فرسودہ حکایت مگر  
نت نے عنوان نظر آئے ہیں

ہائے رے وہ مده بھری آنکھیں خمار  
میکدے دیران نظر آئے ہیں



آسودگی سے عشق جواں کو بچائیے  
کوئی جو مان جائے تو خود روٹھ جائیے

جَشِنِ سُجود پاۓ صنم پر منائیے  
یہ کفر ہے تو کفر پہ ایمان لایے

دُنیا نگ کئی ہے محبت چھپائیے  
طوفان آچکا ہے سفینہ بچائیے

یہ کون آدھی رات کو آیا ہے میکدے  
توبہ! جناشیخ ہیں، تشریف لایے

بے موت مارڈالیں گی یہ ہو شمندیاں  
حینے کی آرزو ہے تودھو کے بھی کھائیے

کافی ہے عرضِ غم کے لئے مضمضل نہیں  
رو رو کے عشق کو نہ تماشہ بنایے

مانا کہ مجھ سے پیار نہیں آپ کو مگر  
اس شرم بے محل کا سبب تو بتائیے

مُرده خمار من کزل آخر ہے سامنے  
اَب زندگی میں جو بھی ہوا بھول جائیے

○ ۲

اے ہنسنے والو تم سے مرا کسوال ہے  
دیکھا ہے اُن کو بھی جنپھیں ہتنا محال ہے

عنَّسِم اور زندگی سے جُدا ہو، محال ہے  
جس کو نہیں ملال اُسے بھی مَلال ہے

شِکوہ کریں کہ شکر عجب اپنا حال ہے  
وہ زندگی ملی ہے کہ جینا محال ہے

دامن جھٹک کے تم تو الگ ہو گئے مگر  
مجھ کو تمام عمر سنبھلنا محال ہے

یہ ہے بہکارِ توبہ شکن، وہ ہے میکدہ  
اے محتسب چلا میں، ترا کیا خیال ہے

اُن کے کرم سے بھی نہ کوئی بات بن سکی  
پہلے بھی جی نڈھاں تھا، اب بھی نڈھاں ہے

ہم نے اُخسیں قریب سے دیکھا ہے بارہا  
اپنا جو حال ہے وہی اُن کا بھی حال ہے

کہہ دے یہ طالبانِ خوشی سے کوئی خمار  
دل مطمئن نہ ہو تو خوشی بھی ملاں ہے

○ x

اہی ترکِ محبت نہ راس آئے مجھے  
غريبِ دل سے بغاوت نہ راس آئے مجھے

کہیں اُنھیں بھی تڑپنا پڑے نہ میرے لئے  
خُدا کرے کہ محبت نہ راس آئے مجھے

گری جو برقِ مسترت تو غم کی قدر ہوئی  
میں کہہ اُٹھا کہ مسترت نہ راس آئے مجھے

تڑپ تڑپ کے بہ مشکل اُنھیں بھلایا ہے  
مزالتوجہ ہے یہ زحمت نہ راس آئے مجھے

تری نگاہِ عنایت کے میں نہ شارمگر  
تری نگاہِ عنایت نہ راس آئے مجھے

سہے نہ جائیں گے اُن کی ندامتوں کے ستم  
اللہی حبہِ مِشکایت نہ راس آئے مجھے

ترے خلوص میں کچھ شک نہیں مگر ناصح  
ترے خلوص کی شدت نہ راس آئے مجھے

جو دوسروں کے غنوں سے بنادے بیگانہ  
خمار ایسی مسرت نہ راس آئے مجھے

قصہ فریاد نہیں آئے دل نا شاد نہیں  
اُن کی بیداد کسی غیر کی بیداد نہیں

سُننے والے غم دل کے مری آنکھوں کو بھی دیکھ  
ان میں محفوظ ہے جو کچھ کہ مجھے یاد نہیں

دیکھتے ہی مجھے دل والوں نے دل تھام لئے  
درد وہ کشش ہے جسے حاجت فریاد نہیں

ضبط کی منزلیں کہہ کہہ کے یہ طے کیں میں نے  
اُن کے پہلو میں بھی دل ہے کوئی فولاد نہیں

ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں میں تری آئے ظالم  
پھر یہ کیا کشش ہے اگر حاصل فریاد نہیں

حال دل کہنے بڑی شان سے آئے تھے خمار  
اب جو سُننے کو وہ بیٹھے ہیں تو کچھ یاد نہیں

۱۹۳۶ء کے شرمناک فرقہ دارانہ فدادات کی یادگار

O x

وقت نے انگڑائی ملی ہے آج کل  
چشم شاعر میں نہی ہے آج کل

آدمیت بھر رہی ہے سسکیاں  
بُر بُریت مہنس رہی ہے آج کل

زیر خنجر بہر ہے اُخوت کا گلا  
مامتا دم توڑتی ہے آج کل

گد گداتی تھی دلوں کو جو نظر  
تیر و نشتر بن گئی ہے آج کل

مانگ سو فی ہے دلہن کی ان دنوں  
ماں کی گود اُبڑی ہوئی ہے آج کل

ہو رہی ہیں عصمتیں نذرِ ہوس  
روحِ مریم رو رہی ہے آج کل

کاش لفظوں میں بھی ہو سکتا بیاں  
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے آج کل

زندگی کا ذکر کیا اس دور میں  
موت بھی سہمی ہوئی ہے آج کل

کاش فرزندانِ آدم سن سکیں  
روحِ آدم رو رہی ہے آج کل

راہ رو بھی راہ پر چکلتے نہیں  
راہ بے بردیں بھی کمی ہے آج کل

دل شکستہ آنکھ پُر نمایے خمار  
نامِ اس کا زندگی ہے آج کل

O ✓

وہ جا چکے ہیں وقت کی گردش تمام ہے  
اب رات ہے نہ دن ہے سحر ہے نہ شام ہے

ناصح کی سُوچھ بُوچھ میں کِس کو کلام ہے  
بس اس کی رائے عشق کے بارے میں خام ہے

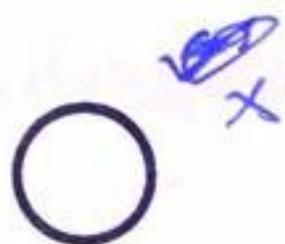
مانگوں دُعا میں موت کی اور زندگی بڑھے  
یا رب یہ التفات ہے یا انقاٰم ہے

طوفان کے غُر رور جو توڑ کے رہی  
اُس کشتنی شکستہ کو میرا سلام ہے

دو دوست دوست ہوتے ہوئے اجنبی لگیں  
شاید اس احتیاط ہی کا عشق نام ہے

اک آہ سے زیادہ نہ تھی داستانِ غم  
وہ سن رہے ہیں اور فسانہ تمام ہے

ساقی نہ دے شراب نظر بھر کے دیکھ لے  
تیر کے خمار کو تری آنکھوں سے کام ہے



نگاہِ ناز بھی دل پر گراں معلوم ہوتی ہے  
محبتِ چشم بدُور اب جواں معلوم ہوتی ہے

کہانی میرے ہی گزرے ہوئے دُورِ سرت کی  
مجھی کو اب حدیثِ دیگراں معلوم ہوتی ہے

جھلکت تو ہے میرے آنسوؤں میں دکھ مرا لیکن  
جو سچ پھیستتی ہے وہ کہاں معلوم ہوتی ہے

اَزل سے کہہ رہے ہیں غُشق کی رواداد سب لیکن  
ابھی تک ابتدائے داستان معلوم ہوتی ہے

نظر یوں تو نظر کے مساوا کچھ بھی نہیں لیکن  
اُتر جاتی ہے جب دل میں بنا معلوم ہوتی ہے

بلا کچھ سوچے سمجھے ایک ہو جاتی ہیں دو روئیں  
محبت اتھا دنگہاں معلوم ہوتی ہے

نگاہیں پھر چکیں اُن کی وفا میں ہو چکیں رُسوا  
خمار اُب زندگی بارگراں معلوم ہوتی ہے

## O ✓

شوق خواہ بیسہدہ کو چونکانا پڑا  
 مجھ کو منزہ پر بھٹک جانا پڑا

سب کو رستے سے گریزاں دیکھ کر  
 مجھ کو رستے میں سٹھر جانا پڑا

زندگی تھی یا خدا کا قہر تھا  
 ہم جئے تو کیا جئے جانا پڑا

اس طرح لوٹامست نے ہمیں  
 غم کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑا

جب محبت سے اُنھیں انکار تھا  
دیر تک کیا غور فرمانا پڑا

ہم کو ضبط غرسم یہ کیا کیا ناز تھا  
آنسی نہ دیکھا تو شر مانا پڑا

جب کہا مانا خرد کا اے خمار  
اک نہ اک دھوکا نسی کھانا پڑا

سَيِّلِ حَوَادِثَ سَمِّيَّ  
مُونِجِ رَوَالِ بَنْ كَعْزَرِ جَانِيَّ

زندگی میں سٹھو کریں بھی کھائیے  
شرطِ مگریہ ہے سنبھل جائیے

دُم ہی نہ گھٹ جائے کہیں عشق کا  
اتمنی توحش بھی نہ فرمائیے

دی جو کبھی ہم نے خوشی کو صدا  
ہنس کے کہا غم نے ادھر آئیے

عشق ازال ہی سے ہے خانہ خراب  
آپ سے کیا آپ نہ گھرا یئے

آج وہ مائل بہ کرم ہیں خمار  
جی میں یہ آتا ہے کہ مر جائیے

○ ۷

آنسو ہمارے خاک میں ہم کو ملا گئے  
ہم نے ہی تیر مارے ہمیں زد پہ آ گئے

پایا انھیں تو بھر کے صدمہ مل رہا گئے  
منزل ملی توراہ کے غم یاد آ گئے

دو دن کی زندگی تھی کہ صدیوں کا تحاسفر  
ہم کیا بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگا گئے

کیا گزری اُن پہ حضرت ناصح بتائیے  
جو سادہ لوح آپ کی باتوں میں آ گئے

تخلیقِ اشک آتشِ دل سے ہوئی مگر  
غم ناشناس شعلے کو شہنم تباہ گئے

هر رات ہم بساتے رہے اک بہشتِ نو  
ہر بُح لَوْٹ کے ایسی دوزخ میں آگئے

تو بہ کے بعد جب کبھی چھانی گھٹا خمار  
رحمت سے چھپڑ چھاڑ کے دن یاد آگئے

O ✓

ڈرے غم سے جو غم اٹھانے سے پہلے  
وہ دو بے تلاطم کے آنے سے پہلے

اجازت ہو تو ایک بار اور ناصح  
اُنھیں یاد کر لوں بھلانے سے پہلے

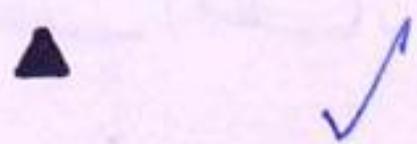
ہونی کیسے تجھے بن بسر کیا بتاؤں  
کسے ہوش تھا تیرے آنے سے پہلے

گزرتے تھے رو تے ہی دن اپنے لیکن  
یہ عالم نہ تھا مکرانے سے پہلے

گزارش ہے اتنی ہی اُے برق بجھے سے  
مجھے پھونک دے آشیانے سے پہلے

قیامت سے تھا غائبانہ تعارف <sup>۲</sup>  
کسی کی جوانی کے آنے سے پہلے

خمار ان کو اپنا بنانا مبارک  
مگر پوچھ لیجئے زمانے سے پہلے



بندگی نام ہے احساسِ عبودیت کا  
سر جھکے یا نہ جھکے سجدہ ادا ہوتا ہے



✓

بے قَرَاری گئی قَرَار گیا  
ترکِ عشق اور مجھ کو مار گیا

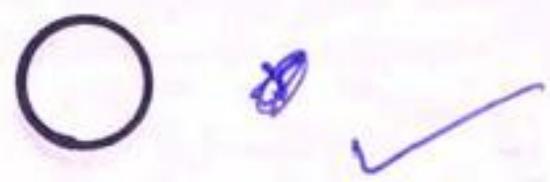
وہ جو آئے تو خشک ہو گئے اشک  
آج غَمَ کا بھی اعتبار گیا

ہکم نہ ہنس ہی سکیں نہ رو ہی سکیں  
وہ گئے یا ہر اختیار گیا

آپ کی صِدِّی بے محل سے کلیم  
سب کی نظر دل کا اعتبار گیا

آگئے وہ تواب یہ رونا ہے  
لطفِ غَمَ لطفِ انتظار گیا

کس مزے سے ترے بغیر خمار  
بے جئے زندگی گزار گیا



دل ہے براۓ نام اب دل میں شگفتگی نہیں  
گُل ہے مگر مہک نہیں شمع ہے روشنی نہیں

عاشقی اور بقیہِ شوق کُفر ہے عاشقی نہیں  
اُس کی خوشی پہ جان دے تیری خوشی خوشی نہیں

موسمِ رنگ و کیف کی اب وہ ہماہی نہیں  
سبزہ و ابر ہیں سبھی ایک فقط وہی نہیں

سر ہے اختیار میں سجدہ وہ سجدہ ہی نہیں  
بندگی اور بقیہِ ہوش کھیل ہے بندگی نہیں

جس میں براۓ کیفیت رنج کی چاشنی نہیں  
ایسی خوشی کا ذکر کیا ایسی خوشی خوشی نہیں

حُسن کا دیکھ دل نہ تو ضبط کو ضبط کر کے چھوڑ  
زہر ملے تو منہ نہ مور عشق ہے یہ سنسی نہیں

واعظِ سادہ لوح کی ہائے رے چیرہ دستیاں  
مے کو بتا رہا ہے تلخ، ظلم یہ ہے کہ پی نہیں

جینے کو جی رہا ہوں میں تیرے بغیر بھی مگر  
زندگی کہہ کوں جسے ایسی تو زندگی نہیں

کر گئی چشمِ مت کام ہو گی نشہ تمام  
میکشو اب مرا سلام فرصت میکشی نہیں

دستِ طلب بڑھائے جایوں ہی صدالگائے جا  
اس کے حرمِ قدس میں دیر ہے دھاندی نہیں

بڑھ کے جہادِ عشق میں جان گنوادے اے خمار  
موت کو زندگی بنا، زندگی زندگی نہیں



س

مری طریح تنگ آکے وہی زہر کھانے والے  
تری بے بسی کے صدقے مجھے بچوں جانے والے

ملو سوچ کے سمجھ کے جو ملیں زمانے والے  
نہیں ہوتے پچوں یار و سبھی مسکرانے والے

تری بے وفایوں کو میں کبھی کا بچوں حبا تا  
نہ بڑھاتے بات اتنی اگر آنے جانے والے

مجھے عمر کا ٹنے کو تری رہ گز رہت ہے  
مرے گھر کو پھونکتا جامرے گھر سے جانے والے

وہ کرم کریں گے لیکن میں کرم کا اہل تو ہوں  
بڑے آئے آپ ناصح مجھے در غلانے والے

نہیں اے خمار مجھ سا کوئی کافِ تفسِ زل  
مجھے یاد تو کریں گے مرے بعد آنے والے



ضبط کی آب و قتاب سے عشق کو جگگائے جا  
ہاں یوں ہی جھوم جھوم کے چوت پہ چوت کھائے جا

راہِ وفا سے منہ نہ موڑ، آس نہ توڑ، جی نہ چھوڑ  
وہ یوں ہی ظلم دھائے جائے تو یوں ہی مسکرائے جا

بادہ آشیں نہ چھوڑ، خندہ دلنشیں نہ چھوڑ  
غم کدہ حیات میں غم کی ہنسی اُڑائے جا

درد اُٹھئے تو مُسکرا، پوٹ لگئے تو دے دعا  
ہاں اسی آن بان سے اُس کی جفا پہ چھائے جا

دیکھ لٹھہ رہنہ اے خمار منزلِ دوستِ دور ہے  
خود کو بھی سمجھے چھوڑتا آگے قدم بڑھائے جا

O ✓

لطفِ دوزخ بھی لطفِ جنت بھی  
 ہائے کیا چیز ہے مجت بھی  
 عشق سے دور بھاگنے والو !  
 تھی یہی پہلے اپنی عادت بھی  
 جسینے والا بنائے جو چاہے  
 زندگی خواب ہے حقیقت بھی  
 حالِ دل کہہ کے بھی کہانہ گیا  
 آگئی اپنے سریہ تہمت بھی  
 نازِ اخفائے غسم بجا لیکن  
 تو نے دیکھی ہے اپنی صورت بھی  
 اُف وہ دورِ شاطِ عشق خمار  
 لطفِ دیتی تھی جب مصیبت بھی

○ ✓

دُنیا کے ڈر سے عشق چھپا ناگناہ ہے  
جلتا ہوا حسپتار غ بجھانا ناگناہ ہے

ڈوبا ہو جب اندر ہیرے میں ہمسائے کامکان  
اپنے مرکاں میں شمع حبلا ناگناہ ہے

اظہر کارِ غم کا کام تسلیم سے لیجئے  
احسان آنسوؤں کا اٹھ کا ناگناہ ہے

کس کو نصیب ہوئی ہیں یہ خاص نعمتیں  
دامن مصیتوں سے چھپڑانا ناگناہ ہے

نا صح ترے خلوص میں تو شک نہیں مگر  
شام و سحر کسی کو ستانا گناہ ہے

دامن ملے کسی کا تو جی بھر کے روئے  
مئی میں آنسوؤں کو ملانا گناہ ہے

دن آج کے بھی کل نہیں رہنے کے اخہمار  
ماضی کی عظمتوں کو بھلا نا گناہ ہے

O ✓

نہ کسی کو مجھ سے شکوہ نہ مجھے گلہ کسی سے  
غم عاشقی ہی اچھا غم بے تعلق سے  
جو وطن کو اپنے لوٹے لئے رُخ پہ گرد غربت  
نظر آئے دوستوں کو بھی ہم آہِ اجنی سے  
ہوئی دوستی جو غم سے تو سمجھ میں اپنی آیا  
وہی دن عذابِ جاں تھے جو لبر میں خوشی سے



غم نہ ساں کو بھُلایا مگر سُجلانہ سکے  
بیوں کو چھپیے ڈلیا، دل سے مُسکرانہ سکے

کچھ ایسی نیند ترے غم کی چھاؤں میں آئی  
کہ حادثاتِ زمانہ ہمیں جگانہ سکے

مجھے تو ان کی عبادت پر رحم آتا ہے  
جیس کے ساتھ جو سجدے میں دل جھکانہ سکے

گزر گیا کبھی ایسا بھی وقتِ محبوری  
کہ ہم بھی رونہ سکے وہ بھی مُسکرانہ سکے

ہزار بار ہوئے خوش بھلا کے ہم اُن کو  
مزرا تو یہ ہے کہ اک بار بھی بھلانہ سکے

اگر ہزار نشیمن جلیں تو فرنگ نہ کر  
پنکر کر کے گلتاتاں پہ آپخ آنہ سکے

خمارِ اجل بھی نہ راس آئی اُن غریبوں کو  
جو زندگی کو حریفِ اجل بنانہ سکے



وہ ہمیں جس قدر آزماتے رہے  
اپنی ہی مشکلوں کو بڑھاتے رہے

وہ اکیلے میں بھی جو لجاتے رہے  
ہونہ ہو ان کو ہم یاد آتے رہے

تھیں کمائیں تو ہاتھوں میں اغیار کے  
تیر اپنوں کی جانب سے آتے رہے

کریا بنے ہم سے کتنا راگر  
ایک ناصح غریب آتے جاتے رہے

میکدے سے نکل کر جنابِ خمار  
کعبہ و دیر میں خاک اُڑاتے رہے

✓  
O

آج ہم ناگھب کسی سے ملے  
مدد توں بعد زندگی سے ملے

شمع کیا، چاند کیا، ستارے کیا  
سلسلے سب کے تیرگی سے ملے

پھول کر لیں نسباہ کا نٹوں سے  
آدمی ہی نہ آدمی سے ملے

اُن انڈھیروں سے کوئی کیسے بچے  
وہ انڈھیرے جو روشنی سے ملے

خود سے ملنے کو عمر بھر تر سے  
یوں تو ملنے کو ہم سمجھی سے ملے

غم بھی ہم سے بڑی خوشی سے ملا  
ہم بھی غم سے بڑی خوشی سے ملے

زندگی کے سلوک کیا کہئے  
جس کو مرتا ہو زندگی سے ملے

ہم پہ گزرا ہے وہ بھی وقت خمار  
جب شناس بھی اجنبی سے ملے

## O ✓

واعظ خفَّاً میں سُن کے مری میکشی کی بات  
پُجھے ہے کہ سمجھے آدمی ہی آدمی کی بات

ذکر بہر کار ہے نہ یہاں چاندنی کی بات  
تم کسی کرو گئے سُن کے مری زندگی کی بات

نظریں بچا بچا کے تڑپنا پڑا مجھے  
سب کر رہے تھے تیری مری دوستی کی بات

گزرے گی صبح، شام ڈھلنے کی تو آؤ گے  
یہ ایک دن کی بات ہے یا اک صدی کی بات

آنکھوں میں اشک آگئے تنقید کے لئے  
ہم سوچ ہی رہے تھے کہ چھٹیں ہنسی کی بات

ناصح نواز شیں ہیں یہ مکنخت عشق کی  
ورنہ ہم اور سُنّتہ بھلا یوں کسی کی بات

چُپ ہو گئے کھنکتے ہوئے جامِ شبِ دھلی  
سب چل دیئے بھلا کے مری تشنگی کی بات

عشق و وفا کا ذکر ترقی کے دور میں  
تم نے خمار چھٹی ہے یہ کس صدی کی بات

○ ✓

جو مٹ کر یہ عشق بہت شاد ماں رہے  
اکثر اُنھیں کی آنکھ سے دریا رواں رہے

دشمن رہے زمین عدو آسمان رہے  
مجھ کو یہ سب قبول جو تو مہرباں رہے

ایسا بھی ایک دورِ مسترست گزر گی  
ہنسنے کی آرزو تھی اور آنسو رواں رہے

دل بست لائے غم ہے مگر اس کا کیا علاج  
جب تک وہ سامنے رہے ہم شاد ماں رہے

اللہ رے اقتدار جب یہ نیاز کا  
دیر و حسرم بھی ساتھ رہے ہم جہاں رہے

○ ✓

کہیں شعرو نغمہ بن کے کہیں آنسوؤں میں ڈھل کے  
 وہ مجھے ملے تو لیکن، ملے صورتیں بدل کے  
 یہ وفا کی سخت راہیں، یہ تمہارے پائے نازک  
 نہ لو انتقام مجھ سے، مرے ساتھ ساتھ چل کے  
 وہی آنکھے بے بہا ہے جو غمِ جہاں میں روے  
 وہی جامِ جام ہے جو بغیرِ فرق چھلکے  
 یہ چراغِ انجمن تو ہیں لبیں ایک شب کے مہماں  
 تو جلا وہ شمع اے دل جو یجھے کبھی نہ جل کے  
 نہ تو ہوش سے تعارف، نہ جنوں سے آشنای  
 یہ کہاں پہنچ گئے ہم تری بزم سے نکل کے  
 کونی اے خمار ان کو مرے شعر نذر کر دے  
 جو مخالفینِ مخلص نہیں معترف غزل کے

O ^

دل اگر سر کشی سے باز آئے  
آدمی زندگی سے باز آئے

غم سے باز آئے متنے خوشی کے لئے  
دو ہی دن میں خوشی سے باز آئے

کیسے جیتے ہیں لوگ حیرت ہے  
ہم تو اس زندگی سے باز آئے

دُوستوں سے ہزار بھاگے ہم  
دوست کب دوستی سے باز آئے

شام کی تیرگی گوارا بھتی  
صبح کی تیرگی سے باز آئے

موت آجائے ان امیدوں کو  
روز کی جان کنی سے باز آئے

سن کے باتیں جناب ناصح کی  
ہم بمشکل ہنسی سے باز آئے

خودکشی جرم ہے جناب پر خمار  
آپ کیوں میکشی سے باز آئے

غَزَلُ مُسْلِمٌ

رخصتِ شباب



گزرا شبابِ دل کو لگانے کے دن گئے  
جشنِ نیاز و ناز منانے کے دن گئے

خوفِ خُدا نے پاؤں میں زنجیر ڈال دی  
کوئے بُتاں میں سُھوکریں کھانے کے دن گئے

نظروں کو تاک جھانک کی عادت نہیں رہی  
بے اختیار جلوے چڑانے کے دن گئے

دل کے معاملات پہ بھیں ہو میں تمام  
نا صح کو ہنجیاں بنانے کے دن گئے

فرصت ملی بفضلِ خدا احتیاط سے  
روئے بغیر اشک بہانے کے دن گئے

افشاۓ رازِ عشق کا خط کہ نہیں رہا  
دھمکی میں رازداروں کی آنے کے دن گئے

اب مریثیے زبان پہ میں انخبا م شوق کے  
آغاز کے قصیدے سُنانے کے دن گئے

اچھا ہوا کہ سر بلا ڈل گئی خمار  
کم بخت دل کے نازِ اٹھانے کے دن گئے



دن گئے شباب کے زندگی بدل گئی  
 شمع ہے وہی مگر روشنی بدل گئی  
 مل کے تم بچپن ڈر گئے یہ بھی اتفاق تھا  
 یہ بھی اتفاق ہے زندگی بدل گئی  
 ضبطِ غم کے مدعی روئے اب نہ اشک پی  
 جس پہ تجھ کو ناز تھا وہ ہنسی بدل گئی  
 عشق معتبر ہوا، بدگانیاں بڑھیں  
 حُسن حب وہ گر ہوا دلکشی بدل گئی  
 جستجوے عیش میں غم کا لطف بھی گیا  
 صبح کی تلاش میں شام بھی بدل گئی  
 کہتے کہتے حالِ غم ہنس پڑے خمار ہم  
 وہ سچتے مائلِ کرم بات ہی بدل گئی



ہر چوت ابھر سی جاتی ہے ہر زخم ہرا ہو جاتا ہے  
مدت میں کوئی جب ملتا ہے غم اور سوا ہو جاتا ہے

جب گرم جہاں میں معرکہ تسلیم درضا ہو جاتا ہے  
منہ دیکھتی رہ جاتی ہے خرد دل بڑھ کے فدا ہو جاتا ہے

جب حُسن پشمیں گھبرا کے مائل بہ وفا ہو جاتا ہے  
اس عشق لوازش شمن کا حال اور بُرا ہو جاتا ہے

میں عشق سے توبہ کر لوں مگر بھلی یہ گرے گی اور لوں پر  
اک میری تباہی سے ناصع کنتوں کا بھلا ہو جاتا ہے

ہر چند محبت راز ہے اک نغمہ بے آواز رہے  
دنیا کو خبیر ہو جاتی ہے ہنگامہ پا ہو جاتا ہے

اللہ کے بندے ہیں وہ بھی ہوتی ہے دعیت جن کو خوشی  
وہ پشم و چراغِ رحمت ہیں غم جن کو عطا ہو جاتا ہے

افانے محبت کے سُن کر سرد ٹھنٹے ہیں دُنیا والے مگر  
جب کوئی محبت کرتا ہے ہر شخص خفا ہو جاتا ہے

ملنے کو خمار اس دُنیا میں ملتے ہیں ہزاروں دوست مگر  
اک مخلص تنہا غم کے سوا ہر دوست جُدا ہو جاتا ہے

## ○ \*

صبر کرو کہ زندگی چند دنوں کی بات ہے  
معرکہ غسم و خوشی چند دنوں کی بات ہے

نشہ ہولاکھ دیر پا پھر بھی اُتر ہی جائے گا  
زمِ خودی و بلے خودی چند دنوں کی بات ہے

ہم کو تو ایک اک نفس صدیوں سے بھی سوا لگا  
کہتے تھے سب کہ زندگی چند دنوں کی بات ہے

واعظ خانماں خراب مُژردہ کہ چل بسا شباب  
اب تو ہماری میکشی چند دنوں کی بات ہے

اہل زمانہ جس طریقہ بنتے میں اہلِ دل پہ آج  
بنتے سخنے ہم بھی ایسے ہی چند دنوں کی بات ہے

پاس ہے کچھ حجاب کا شرم ہے کچھ شکست کی  
ہم سے اب ان کی برمی چند دنوں کی بات ہے

لوگ دغا کریں کہ پیار میری بلا سے آئے خمار  
دشمنی ہو کہ دوستی چند دنوں کی بات ہے



میں خجل ہوں جام لے کے کوئی مجھ سے جام لے لے  
مری پیاس مجھ کو دے دے منے لالہ فام لے لے  
میں زبان بے ادب سے اُسے کس طریقہ پکاروں  
مری سمت سے خُدا را کوئی اس کا نام لے لے  
تڑی خیر نخواہیوں میں نہیں کچھ کلام ناصح  
مگر اے خرد کے بندے کبھی دل سے کام لے لے

## O \*

غم دنیا بہت ایذا رستا ہے  
کہاں ہے اے غم جانا کہاں ہے

اک آنسو کہہ گیا سب حالِ دل کا  
میں سمجھ کا تھا یہ ظالم بے زبان ہے

یہ مانا زندگی فنا ہے لیکن  
اگر آجائے جینا جاؤ داں ہے

وہ کاشٹ ہے جو چھپ کر ٹوٹ جائے  
محبت کی بس اتنی داستاں ہے



دُعَدَہ یار پر ہنسی آئی  
عمر بیدار پر ہنسی آئی

ہم بگڑ کر جوان کے در سے چلے  
اپنی رفتار پر ہنسی آئی

جب کیا اُس نے پیار سے انکار  
شرم انکار پر ہنسی آئی

جس نے رحمت کے ہوتے تو بہ کی  
اُس گنہگار پر ہنسی آئی

ظلم و منظلو میست میں جب بھی چلی  
سر کو تلوار پر نہ سی آئی

پسیار بھی پسیار سے بغاوت بھی  
حسنِ خوددار پر نہ سی آئی

کر کے رخصت اُنھیں جو گھر نوٹے  
در و دیوار پر نہ سی آئی

جب کوفی پسیار سے ملا تو خمار  
مذتوں پسیار پر نہ سی آئی



جونظرِ رباعیتِ تسلیم جہ کاں ہوتی ہے  
عشق کے حق میں وہی آفتِ جاں ہوتی ہے

نہ تو وجہ نہ تقاضی ہے عزادارِ غشمِ دل  
منزلِ عشق خُدا جانے کہاں ہوتی ہے

عیش و عشرت کے اندر ہیوں میں بھٹکنے والوں  
زندگی عنسم کے ججاپوں میں نہاں ہوتی ہے

اپنے دل سے بھی خبردار نگہداںِ چمن  
دل کی افسرگی ہی بڑھ کے خزاں ہوتی ہے

زندگی یوں تو بڑی شوخِ حقیقت ہے خمار  
دل جو بیدار نہ ہو خواب گراں ہوتی ہے

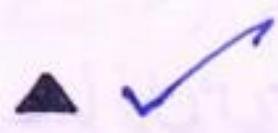
## ○ ۵

دلکشی چمن فُزوں، جشن بہارِ جاوداں  
 ان کی طرف بھی اک نظر لٹ گئے جن کے آشیاں  
 غنچے پے گل اُداں اُداں، صحن و روشن دھواں دھواں  
 جب ہے بہار کا یہ حال ڈھائے گی کیا غضب خزان  
 میری طلب ہے دائیٰ میر اسفر ہے جاوداں  
 منزل شوق رہ گئی مجھ کو خبر نہیں کہاں  
 زالوے یارِ خانصیب دوشی پہ سرنہ تھا گراں  
 کل کی حقیقتیں خمار آج بنی ہیں داستاں  
 تازگی و شگفتگی رُوح میں چاہئے نہ سار  
 اہل جنوں کے واسطے کیسی بہار کی خزان  
 رہتے ہو اتنے بے قرار کس لئے ان دنوں خمار  
 عشق تو مہرباں نہیں تم پہ نصیب دشمناں

اے سے کچھ اہل دل ہی حبنتے ہیں  
ہنسی ہے میرے لب پر یا فغاں ہے

خُدا محفوظ رکھے ہر بلا سے !  
کئی دن سے طبیعت شاد ماں ہے

مبارک ہو خمار ان سے بچھڑنا  
خُدار کھے محبت اب جواں ہے



اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُلْكَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ  
وَمَا بَيْنَ ذَيْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ أَوْرَاقِهِ  
وَمَا نَهَشَ طَرَفَهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْجِنِّينَ

○ ✕

آنکھوں کے حر پر انگوں میں اُجائے نہ رہیں گے  
آجائو کہ پھر دیکھنے والے نہ رہیں گے

جا شوق سے لیکن پلٹ آنے کے لئے جا  
ہم دیر تک اپنے کو سنبھالے نہ رہیں گے

اے ذوقِ سفر خیر ہو نزدیک ہے منزل  
سب کہتے ہیں اب پاؤں میں چھالے نہ رہیں گے

جن نالوں کی ہو جائے گی تا دوستِ رسانی  
وہ سانحے بن جائیں گے نا لے نہ رہیں گے

شمعیں جو بھیں بخنے دے دل بخنے نہ پائے  
یہ شمع ہونی گل تو اجائے نہ رہیں گے

میں تو بہ تو کرلوں مگر اک بات ہے واعظ  
کیا آج سے گردش میں پیالے نہ رہیں گے

کیوں ظلمتِ سُم سے ہو خمار اتنے پریشان  
بادل یہ ہمیشہ ہی تو کالے نہ رہیں گے

## ○ ✓

کارروائیوں کا جدھر جائے ہے  
بس وہی راستہ میرے گھر جائے ہے  
موت برحتی ہے مرننا ہے سب کو مگر  
ہائے رہے وہ جو بے موت مر جائے ہے  
میکدے سے مجھے لوٹتا دیکھ کر  
بولے زاہد یہ رستہ کدھر جائے ہے

○ ﷺ

ہٹا جاتا ہوں میں دنیا کو عبرت ہوتی جاتی ہے  
بِحَمْدِ اللّٰهِ تَبَلِّغُ مُحْمَّدَ تَهْوَى جاتی ہے

ہسترت ہو کہ غم ان کی ضرورت ہوتی جاتی ہے  
اللّٰہِ کیا مجھے ان سے محبت ہوتی جاتی ہے

اُدھروہ پوچھتے جاتے ہیں ہنس ہنس کے مزاجِ دل  
اُدھرِ جادو بیانی نذرِ لکھت ہوتی جاتی ہے

مری خلوت میں ہنگامے سے براپا ہوتے جاتے ہیں  
بھری مخفل مرے نزدیک خلوت ہوتی جاتی ہے

کئے جاتے ہیں سجدے لفجِ جنت کے لئے توبہ  
عبادت بھی معاذِ اللہ تجارت ہوتی جاتی ہے

خمار ان کو بُجلاتا ہوں میں، وہ یاد آتے جاتے ہیں  
محبتِ ترک کرتا ہوں محبت ہوتی جاتی ہے

○ ✕

جیں عشق میں آسرا دینے والے  
مجھے بھیر میں راستہ دینے والے

کرم جبکہ حالات کا ہے یہ ورنہ  
بڑے باوفا تھے دغا دینے والے

مری طرح دو دن تو جی کے دکھائیں  
مری سیکشی کو ہوا دینے والے

اُب اک اک سے خود ہی دوا پوچھتے ہیں  
مجھے دردِ دل کی دوا دینے والے

بشر تھا میں کیسے نہ کرتا خطے میں  
بنھل کے سزا و جزا دینے والے

محبت نہیں یہ تو پھر اور کیا ہے  
خفا ہو کے او مُسکرا دینے والے

مروں اور در پر تو بدظن نہ ہونا  
مجھے اپنے در سے اٹھا دینے والے

مری زندگی ہی تو میرا مرض ہے  
مجھے زہر دے دے دوا دینے والے

کبھی رند تھے، اب فرشتے ہیں یا رب  
تری رحمتوں کو بھُلا دینے والے

خمار اور ترک مئے ناب توبہ  
سلامت رہیں مشورہ دینے والے

○ x

ایک شعلہ سا گرا شیشے سے پیمانے میں  
 لو کرن پھونٹی سورا ہوا مینگانے میں  
  
 کفر و اسلام ہم آغوش میں مینگانے میں  
 کعبہ شیشے میں ہے بخانہ ہے پیمانے میں  
  
 کیسے بہوت سے پیٹھے ہیں جناب زاہد  
 جیسے پہلے ہی پہل آئے ہیں مینگانے میں  
  
 مدھ بھری آنکھیں یہ ساقی کی الہی توبہ  
 اور مینگانے بھی آباد ہیں مینگانے میں  
  
 سوئے کعبہ کبھی جانکھے، کبھی جانب دیر  
 آج پہنچے ہیں ھٹکتے ہوئے مینگانے میں  
  
 پارسائی میں جو مشہور زمانہ ہیں خمار  
 بارہا مجھ کو نظر آئے ہیں مینگانے میں

○ \*

مجھ کو ہونا تھا پریشاں میں پریشاں ہو گیا  
اس میں تیری کیا خط ا تو کیوں پشیماں ہو گیا

تود دیتے ہم تو گھبے کر رہا ہے زندگی  
وہ تو یہ کہئے کہ تیراغم غزل خواں ہو گیا

کھو گیا ستحا میں لطافت میں شبِ مہتاب کی  
دیکھ کر ویرانی پہلو پشیماں ہو گیا

اُس سفینے کی تباہی پر مجھے آتا ہے رشک  
جو کنارے کونہ پلٹا غرقِ طوفان ہو گیا

سیکڑوں اشک اُس کے افسرده تبسم پر نشار  
جو بظکا ہر مسکرا کر دل میں گریاں ہو گیا

آج تو زاہد نے بھی نام خدا پی لی خمار  
میکدہ آباد اک کافر مسلمان ہو گیا



ہجر کی رُت غمگین فضائیں، اُف ری محبت ہائے جوانی  
جینے کے دن مر نے کی دعائیں، اُف ری محبت ہائے جوانی

وعدے کی شب خاموش فضائیں، دل میں خلش وہ آئیں نہ آئیں  
درپہ بُنگا ہیں لب پہ دُعائیں، اُف ری محبت ہائے جوانی

نور میں ڈوبی چاندنی راتیں، حپاہ کے قصے پیار کی باتیں  
گرم تنفس سرد ہوائیں، اُف رنی محبت ہائے جوانی

مہکی ہونی گلشن کی فضائیں، بہکی ہونی ساون کی ہوائیں  
ہاتھ میں ساغر مرپہ گھٹائیں اُف ری محبت ہائے جوانی

کوچے سے اُن کے رُوٹھ کے آنا، آتے ہی لیکن پھر وہیں جانا  
روز معافی روز خطا میں، اُف ری محبت ہائے جوانی

رخصتِ جان ایک قیامت، اس پہ قیامت مجھ سے اجازت  
آنکھ میں آنسو لے پہ دعا میں، اُف ری محبت ہائے جوانی

بھیگی ہوئی تہ بائی کی راتیں، چاہ کے قصے پیار کی باتیں  
جائے ہوئے ہم سوئی فضائیں، اُف ری محبت ہائے جوانی

ہم تھے خمار اور پہلوئے جاناں، بس میں تھی جیسے گردشِ دوراں  
کاش وہ دن اب یاد نہ آیں، اُف ری محبت ہائے جوانی



بُسیتے دنوں کی یاد بھلائے نہیں بنے  
 یہ آخری حِپَراغ بجھائے نہیں بنے  
 دُنیا نے جب مرا نہیں بننے دیا انھیں  
 پھر تو نگئے وہ پرانے نہیں بنے  
 تو بہ کئے زمانہ ہوا، لیکن آج تک  
 جب شام ہو تو کچھ بھی بنائے نہیں بنے  
 پردے ہزار خندہ پیغم کے ڈالئے  
 غم وہ گناہ ہے کہ چھپائے نہیں بنے  
 یہ نصف شب یہ میکدے کا دریہ محتسب  
 لڑکے کوئی تو بات بنائے نہیں بنے  
 جاتے تو ہیں صنم کدے سے حضرتِ خمار  
 لیکن خدا کرے کہ بن آئے نہیں بنے

○ \*

مُسَلِّسلے

رُوح تھی مسرور دل تھا شادماں کل رات کو  
مجھ سے ملنے آئی بھتی عمرِ روای کل رات کو

بُجھ رہا تھا میٹھی میٹھی لے میں سازِ زندگی  
حسن طرزِ عشق میں تھا نغمہ خواں کل رات کو

وہ مرے پہلو میں بیٹھے تھے نقاب اُلٹے ہوئے  
اڑ رہا تھا حپاند کے منہ پر دھواں کل رات کو

وہ بھی چُپ تھے، میں بھی چُپ تھا، چُپ تھی ساری کائنات  
ہو رہا تھا جذب دل کا امتحاں کل رات کو

تھامرے آغوش میں وہ پیکر حُسن و شباب  
یا زمیں کی گود میں تھا آسمان کھل رات کو

میری نظری ان کا چہرہ ان کی نظری میرا دل  
مل گئے تھے رازدار و رازدار کھل رات کو

ہو کے شارِ محبت کھیلتی تھیں دم بِ دم  
میرے بالوں سے جنائی انگلیاں کھل رات کو

جا چکے بختے روٹھ کر مجھ سے وہ لیکن اے خمار  
آرہی تھیں کس مزے کی ہچکیاں کھل رات کو



برسنے کو بریں گھٹائیں مگر کب  
کہ جب جل چکا تھا مرا آشیانہ



اب اتنی رہ و رسم ہے زندگی سے  
 کہ جیسے ملے اجنبی اجنبی سے  
 مُنہ اک کاتختا ہوں میں بے کسی سے  
 سہارانہ ٹوٹے کسی کاسی سے  
 تُبُدا ہو کے مجھ سے کوئی جا رہا ہے  
 لگئے مل رہی ہے اجل زندگی سے  
 سُکوں تیرے قدموں سے لپٹا رہے گا  
 گزر جامقا ماتِ رنج و نخوشی سے  
 وہ تیری جُدائی کے دن تو بہ تو بہ  
 کہ راتیں بھی شرما گئیں تیرگی سے  
 خمار اب بھی جیسے کو میں جی رہا ہوں  
 مگر کچھ تعلق نہیں زندگی سے

## ○ ۸

کیا جانے کون منزہ راحتِ نظر میں ہے  
غربت میں ہے سکون نہ آرام گھر میں ہے

تم جگہا کے جس کی شبوب کو چلے گئے  
مدت سے وہ غریب تلاش سحر میں ہے

اے شیخ تو نے کی ہی نہیں میر میکدہ  
جنت ترے خیال میں، میری نظر میں ہے

دوزخ کو جو ڈبو دے گُن اہوں کے ساتھ ساتھ  
الیسی بھی ایک مونج مری چشم تر میں ہے

ترکِ تعلقات کو مدت ہونیٰ مگر  
دل آج تک خمار اُسی رہ گزر میں ہے

## O ۸

راز سب اپنے عشق کے بزم پہچھائے کے رہ گئے  
کچھ میں جھجھک کے رہ گیا کچھ وہ لجا کے رہ گئے

وقتِ وداعِ یار ہم اور تو کچھ نہ کر سکے  
آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اشک بہا کے رہ گئے

عشق ہے اس طلب کا نام جونہ ہو عمر بھر تمام  
وہ بھی تھے کتنے بد نصیب جو تھے پا کے رہ گئے

ایک وہ دورِ عشق بھی نام خدا گزر گیا  
کوئی جو مُسکرا دیا چوت سی کھائے کے رہ گئے

جن کو بہت غرور تھا تیز روی پہ آئے خمار  
راہِ وفا میں بیشتر ٹھوکریں کھائے کے رہ گئے

○ ۹

ہم انھیں وہ ہمیں بھُلا بیٹھے  
دو گنہے گارزہ رکھا بیٹھے

حال غسم کہہ کے غم بڑھا بیٹھے  
تیر مارے تھے تیر رکھا بیٹھے

آندھیو، جاؤ اب کرو آرام  
ہم خود اپنا دیا بچھا بیٹھے

جی تو ہلکا ہوا، مگر یارو  
رو کے ہم لطف غم گنو بیٹھے

بے سہاروں کا حوصلہ ہی کیا  
گھر میں گھبرائے درپہ آجیھے

جب سے بچھڑے وہ مسکرانے نہ ہم  
سب نے چھیرا تو لب ہلا جیھے

ہم رہے مستلائے دیر و حرم  
وہ دبے پاؤں دل میں آجیھے

امٹھ کے اک بے وفانے دے دی جان  
رہ گئے سارے با وفا جیھے

حشر کا دن ابھی ہے دور خمار  
آپ کیوں زاہدوں میں جا جیھے

## غزل مُسلسل

### انخطاط

ایسا نہیں کہ اُن سے محبت نہیں رہی  
جذبات میں وہ پہلی سی شدت نہیں رہی

ضعف قوئی نے آمد پیری کی دمی نوید  
وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

سر میں وہ انتظام کا سودا نہیں رہا  
دل پر وہ دھڑکنوں کی حکومت نہیں رہی

کمزوری نگاہ نے سنجیدہ کر دیا  
جلوؤں سے چھپر چھاڑ کی عادت نہیں رہی

ہاتھوں سے انتقام لیا ارتعاش نے  
دامن یار سے کوئی نسبت نہیں رہی

پیغم طوافِ کوچہ جاناں کے دن گئے  
پیروں میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رہی

چہرے کو جھریلوں نے بھیانک بنادیا  
آئینہ دیکھنے کی بھی ہمت نہیں رہی

اللہ جانتے موت کہاں مر گئی خمار  
اب مجھ کو زندگی کی ضرورت نہیں رہی



دعا یہ ہے نہ ہوں گمراہ ہمسفر میرے  
شہر میں نے تو اپنا سفر تمام کیا